THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222344
UNIVERSAL
LIBRARY

کلیات مذاق

۱۳۰۲ھ

مصنفہ عالیجناب معلی القاب شیخ احمد حسین خانصاحب بہادر مذاق

تعلقہ دار پریانواں ضلع پرتاب گڈہ دام اقبالہ

باہتمام

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک قومی پریس

و پیام یار و کارخانہ عطر واقع لکھنؤ چوک

قومی پریس لکھنؤ میں چھپا

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

گلدستۂ ازہار نظم ارجمند و سنبلستان یاسمین ہائے دلپسند کلام فصاحت نظام مقبول خاطر عشاق موسوم بنام تاریخی

کلیات فائق

۱۳۰۲ھ

نتیجۂ فکر گرامی شاعر یگانہ فائق عالی جناب شیخ احمد حسین صاحب انصاری مالک تعلقہ پیلوان ملک اودھ

قومی پریس لکھنؤ محلہ مینا میں رحیم حسین کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ ہی پئے تسبیح ڈورا مدِ بسم اللہ کا
قشقہ پیشانیِ جان ہی الف اللہ کا

کسطرح چھوڑون مین دروازہ تری درگاہ کا
اب عصائے ناتوانی ہی الف اللہ کا

تھی فلک پر دھوم آتا ہی حبیب اللہ کا
تھا شبِ معراج زینہ مدِ بسم اللہ کا

اولیا کیا انبیا مین کوئی ہمرتبہ نہین
تو رسول اللہ ہے تو ہے حبیب اللہ کا

ختم ہی تجھپر رسالت ختم ہے پیغمبری
یا رسول اللہ آگے نام ہے اللہ کا

عرش چوما مسجدِ اقصے مین پڑھوا کر نماز
یا امام الانبیا تو ہے حبیب اللہ کا

کم ہین کیا طٰہٰ و یٰسین بہرِ اظہارِ ثنا
شاہدِ فضل و جلالت ہے کلام اللہ کا

ہین غلامانِ محمد مالکِ خلد و نعیم
مرتبہ ہی پست جنکے آگے شاہنشاہ کا

طورِ سینا جائے معراجِ کلیم اللہ ہے
عرشِ اعلے تکا ہی اوس شہِ ذیجاہ کا

فیض سے تیرے ستونِ خشک تازہ ہو گیا
ہی مسلّم معجزہ دو نیم ہونا ماہ کا

سنگریزون نے گواہی دی نبوت پر تری
جس سے نفیِ غیر تھا اثباتِ الا اللہ کا

سرور پیغمبران ہی ذات تیری اے نبی
عقل کل خادم ہی اک ادنے تری درگاہ کا

کوچہ پاک مدینہ ہے زیارت گاہ خلق
ہای برابر مرتبہ اسیجا گدا و شاہ کا

خاک یثرب انبیا کی ہے زیارت گاہ خاص
مرتبہ عالی ہے گردون سے تری درگاہ کا

بحر عصیان مین ہے سرگردان مذاق ناتوان
دستگیر اب ہو شہا اپنے شفاعت خواہ کا

۲

میری سوائی دل ازار یہ کیا
شور کرنا سر بازار یہ کیا

دل مین آیا ترے اے یار یہ کیا
پہلے اقرار پھر انکار یہ کیا

بوسہ لینے کا ارادہ جو کیا
بولے ہان دیکھو خبردار یہ کیا

حل مشکل مین بوقت مشکل
دیر اے حیدر کرار یہ کیا

وصل کا نام جو لیتا ہون تو وہ
شرم سے کہتے ہین ہر بار یہ کیا

نبض کو دیکھ کے بولے یہ طبیب
ہای نئے طور کا آزار یہ کیا

ہند مین صرف ہو سب عمر مذاق
کشتہ احمد مختار یہ کیا

۳

زلف شبگون کا تمھاری جو نہ سودا ہوتا
پیچ پیچ کسی سے نہ اوٹھایا ہوتا

تو اگر باغ وفا کا گل رعنا ہوتا
مین تو کیا ایک جہان بلبل شیدا ہوتا

آکے بالین پہ اطبا نے بصد یاس کہا
یہ مریض اب نظر آتا نہین اچھا ہوتا

جس قدر حسن دل آویز دیا ہے تمکو
کاش کچھ رحم بھی اللہ نے بخشا ہوتا

ناتوان ہون تن لاغر کو کفن بھاری ہے
تیرا اوترا ہوا ململ کا دوپٹا ہوتا

مردم دیدہ تمھارے ہین بہت شیدہ بان
اسطرف بھی کبھی پتلی کا تماشا ہوتا

قدر تو ایک طرف مرتبہ دانی کرتی
کس مسیحائے زمان نے نہ مسیحائی کی
کفر کی چاہ مین گر گر کے بشر مر جاتے
لیلۃ القدر کی ہم مرتبہ ہوتی شبِ وصل
کاش اوسکا بھی خدایا مرے مانند کہین
زندہ ہوتا جو مری گور کو ٹھکراتے تم

آپ کا دل بھی کسی پر اگر آیا ہوتا
دلِ بیمار نہ دیکھا کبھی اچھا ہوتا
گر نہ مبعوث دلا یوسفِ بطحا ہوتا
گر ہم آغوش تو اسے غیرتِ لیلا ہوتا
نشۂ عشق سے مخمور بنایا ہوتا
نظرِ خلق مین اعجازِ مسیحا ہوتا

آج کیون خوش ہین وہ مجھسے جو یہ کہتے ہین مذاق
کچھ کلام اپنا ہمین بھی تو سنایا ہوتا

۴

حق و باطل کا راستا ملتا
کوچۂ یار کا پتا ملتا
اور بڑھ جاتا حوصلہ دل کا
رنج فرقت کے دور ہو جاتے
بحرِ الفت کی پوچھ لیتے تھاہ
حالِ دل کہہ سناتے سب اپنا

ڈھونڈھتے بت کو تو خدا ملتا
چلے جاتے جو راستا ملتا
عاشقی کا اگر صلا ملتا
ہم سے وہ جانِ جان جو آملتا
کوئی کامل جو آشنا ملتا
کبھی ہم سے جو تو ذرا ملتا

پوچھتے اسے مذاق حالِ گور
جو کوئی رہروِ فنا ملتا

۵ مری چشمِ دل کو جو انجد اکسی بت نے جلوہ دکھا دیا
نہ تو نام ہی کا نشان دیا نہ مکان ہی کا پتا دیا
دمِ وصل گیسوئے پر شکن مجھے آپ نے جو سونگھا دیا

شب زلف عنبر و مشک ہے کہ دماغ دل کو بسا دیا
پس مرگ لا کے گل چمن کبھی بلبلون نے چڑھا دیا

مرے داغ دل نے چراغ بھی سر گور شب کو جلا دیا
کبھی عاشقون کو بڑھا دیا کبھی مرتبے سے گھٹا دیا

جسے تاج سر کا بنا دیا اوسے نقش پا سا مٹا دیا
شب وصل وس بت شرمگین کو ٹھہر ٹھہر کے لجا دیا

کبھی چھیڑ نے مین رولا دیا کبھی گدگدا کے ہنسا دیا
نہ تو دل دیا نہ قرار دل نہ تو وعدہ اپنا وفا کیا

غم دل مین سوز جگر دیا دیا آپ نے بھی تو کیا دیا
شب وصل سینہ جو مس کیا تو ہٹا کے ہاتھ یہ بول اُٹھے

نہین سونے دیتے ہو کسلیے مجھے کیون ابھی سے جگا دیا
ہوئی کیا خطا کہ فراموشی ہے مری تجھے ارے بیوفا

کبھی یاد کیا کہ خبر نہ لی مجھے دل سے ایسا بھلا دیا
نہ اوٹھیگا دل نہ اوٹھیگا دل کبھی گر کے بستر خاک پر

مجھے مثل قطرۂ چشم تر جو نظر سے اپنی گرا دیا
مرے جسم مین ہے وہ لاغری نہین موے سر کو بھی ہمسری

تپ عشق نے تری ای پری مجھے مثل شمع گھلا دیا
کوئی بیل پھولون پہ چھا گئی گل بوستان کو بسا گئی

تری زلف رخ پہ جو آگئی تو چمن مین جال لگا دیا

مجھے ہو گیا دمِ واپسین جو سونگھائی نکہتِ مشکِ چین
ملے تارِ گیسوے عنبرین تو جگر کو دل کو ہلا دیا

نہ رہینگے رنج و غم و الم جو کرینگے سیرِ عرب عجم
سوے کعبہ جائینگے حج کو ہم جو خدا نے بُت سے ملا دیا

مجھے قتل کرکے ملا نشان تری دونون آنکھین ہین خونچکان
تجھے خال آگئے ہین اب عیان یہ لہو نے داغ لگا دیا

ابھی تک تو تھا نہ مین مبتلاے بلاے عشقِ پری رخان
یہ دکھا کے لیلیِ زلف کو مجھے قیس کسنے بنا دیا

یہ مذاق کو ہی کمالِ دل ہے سخنوری مین خیالِ دل
کوئی پوچھے اوٹھا جو ملالِ دل اوسے شعر پڑھ کے سنا دیا

٦

سب کو بے شبہ یقین مہِ انور ہوگا — بام پر جلوہ نما جب رخِ دلبر ہوگا
یہی باقی جو رہی شور و فغان کی حالت — سیر سے نالون کا مکان بامِ فلک پر ہوگا
انتظار اونکا ہے تھم جا ابھی اے قابضِ روح — نامہ لیکر ابھی پہونچا نہ کبوتر ہوگا
ہوگا بیخوف دل تشنگیِ محشر سے — جب پہ ابرِ کرم ساقیِ کوثر ہوگا
گردشِ طالعِ عاشق مین جو پڑ جائیگا — مہر کو اور سوا چرخ پہ چکر ہوگا
رو کے مینے کہا مرتا ہون جلا لو مجھکو — ہنسکے فرمایا کہ احسان یہ کسپر ہوگا
خونِ دل اے لبِ جان بخش نہ بچیگا یاقوت — اشک یادِ دُرِ دندان مین جو گوہر ہوگا
عاشقِ زار ہون صاحب مرے دم تک ہے گھمنڈ — مین نہونگا تو غرور آپ کو کسپر ہوگا
کیا خبر تھی نہ پسیجیگا ذرا اسے اللہ — دلِ بت سختی و بیرحمی مین پتھر ہوگا

حشر کے روز گناہون سے جو گھبراؤنگا مین
ہاتھ ہو گا مرا اور دامنِ حیدر ہو گا

میری الفت کا یقین آپ کو آئیگا کب
مصحفِ رُخ کی قسم کھاؤن تو باور ہو گا

آنکھ لیلی نے نہ کھولی تھی کہ دایہ نے کہا
چشم بد دُور عجب حُسن کا تیور ہو گا ؎

سببِ زندگی ہو جائیگا جلنا بھُننا
آتشِ عشق مین دل رہ کے سمندر ہو گا

میرے اعمال جو اچھے ہین تو انشاء اللہ
کلمۂ پاک دمِ نزع زبان پر ہو گا ؎

خالِ ابرو کے برابر جو نکل آئے گا
وہ مہِ نو نہی تو پہلو مین یہ اختر ہو گا

اے مسیحا دلِ بیمار کو صحت ہو گی ؎
تیرے آنے سے فلک رتبہ مرا گھر ہو گا

ای مذاق اپنے گناہون سے نہ ڈر خوف نہ کھا
مصطفٰے ہادیِ دین شافعِ محشر ہو گا

۷

دل ہمارا اک بُتِ کافر پہ شیدا ہو گیا
کعبہ جو تھا اب وہ الفت مین کلیسا ہو گیا

دیکھنے جاتے ہین بسمل کی تڑپ مقتل مین سب
ایک یہ بھی اہلِ عالم کو تماشا ہو گیا

ضربِ نامِ یار کا صدمہ نہ دل سے اُٹھ سکا
ایک بیک پہلو مین میرے درد پیدا ہو گیا

وصفِ آبِ تیغِ قاتل عمر بھر جاری رہا
ہر دہانِ زخمِ تن میرا جو گویا ہو گیا ؎

کوچۂ جانان کو مسجد سے نہین کم جانتے
سجدہ گہ عاشق کو ہر نقشِ کفِ پا ہو گیا

یاد مین اپنے گناہونکی جو رویا آج مین
بہہ کے ہر اشکِ ندامت رشکِ دریا ہو گیا

وحشتِ عشقِ بُتِ بے پیر مین اتنا پھرا
آبلہ ہر ایک ناقوسِ کلیسا ہو گیا

مار ڈالینگی تجھے ڈس کر یہ کالی ناگنین
کیون تو اے دل مائلِ زلفِ چلیپا ہو گیا

آج بر آئی مرے دل کی مراد اے سرو قد
شکرِ خالق بارور نخلِ تمنا ہو گیا

عشق مین گیسوے جانان کی جو سرگردان ہوا
یہ دلِ صد چاک صدقے ہو کے شانا ہو گیا

اوس بتِ بیرحم کی الفت مین ہو نمین بیقرار | اے مرے اللہ میرے دل کو یہ کیا ہو گیا

کس کمان ابرو سے آنکھین لڑ گئین تیری مذاق
طائرِ دل تیرِ مژگان کا نشانا ہو گیا

٨

زلفِ پرپیچ پر اوس بت کی مرا دل آیا | دھیان آیا جو خدا کا تو مشکل آیا
یار کی چاہِ زنخدان پہ مرا دل آیا | مثلِ ہاروت میانِ چہِ بابل آیا
مژدہ اے دل کہ بتِ حور شمائل آیا | میری منزل مین مرا وہ مہِ کامل آیا
ایکجون خانۂ زندان مین ہوا دل بیتاب | باغ سے کان مین جب شورِ عنادل آیا
کھو دیا مینے متاعِ خرد و صبر و قرار | جب سے ان زہرہ جبینون پہ مرا دل آیا
وادیِ نجد سے جب ناقۂ لیلی گذرا | منزلون دوڑتا مجنون پسِ محمل آیا
عازمِ دشت ہوا مین تو پے استقبال | صفتِ قیس بگولا کئی منزل آیا
گور پر میری پے فاتحہ آیا فرہاد | بیشتر شیفتہ صاحبِ محمل آیا
ہوش برجا نہی دیکھنے والونکے دلا | اک ادا سے جو کبھی وہ سرِ محفل آیا
سیکڑون ذبح کیے عاشقِ مضطر تو نے | بیکسون پر نہ تجھے رحم بھی قاتل آیا
حافظہ مصحفِ رخ کا نہ گیا دل سے کبھی | یاد قرآن نہ ہمین بھولے ہین منزل آیا
دیکھ لی جلوہ نما چاند سی تصویر اپنی | آئنہ دل کا جو اوس مہ کے مقابل آیا
عیدگہ بنگیا عشاق کی خاطر مقتل | خنجرِ یار نہ کس کس کے گلے مل آیا

ہو گئی دفع مصیبت سی مصیبت بھی مذاق
نام حیدر جو زبان پر دمِ مشکل آیا

٩

دل ترا ہی مگر اے رشکِ قمر پتھر کا | سنگدل سیکھ لیا تو نے اثر پتھر کا

کوئی مسجد مین ہی مصروفِ نمازِ خالق
بوسہ لیتا ہی کوئی شام و سحر پتھر کا

اثرِ نالۂ دل کیا ہو بھلا شام و سحر
وہ بتِ شوخ تو رکھتا ہے جگر پتھر کا

تیرے وحشی پہ ہوئی سنگ کی بارش اتنی
بنگیا ایک بیابانمین گھر پتھر کا

نالے کر ایسے دلا چرخ بھی تھرا جائے
موم ہو جائے جسے سنکے جگر پتھر کا

نازبرداریِ بت اب نہین ممکن ہے مذاق
صدمۂ ظلم سہین دل ہو اگر پتھر کا

١٠

عاشقونمین نام اب روشن ہمارا ہوگیا
رازِ پنہانی جہانمین آشکارا ہوگیا

بوسہ لینیکا کئی انکھیون سے اشارا ہوگیا
اک نگاہِ لطف مین مطلب ہمارا ہوگیا

اسقدر بوجھل ہوا بارِ غم و اندوہ سے
وزن مین میرا دلِ بیتاب پارا ہوگیا

سخت جانی سے اذیت ہمکو مقتلمین ہوئی
خنجرِ قاتل مری گردن پہ آرا ہوگیا

عشق مین ہم ہوگئے صاحبدل و صاحب نظر
بند کین آنکھین جھکایا سر نظارا ہوگیا

وحشیونکی اپنے دعوت کی شبابِ یار نے
سبزۂ خط آہوِ دیدہ کو چارا ہوگیا

حورِ جنت سے تمھارا حسن کچھ کمتر نہین
برگِ گلزارِ ارم دامن تمھارا ہوگیا

خارِ مژگان کے سبب سے بچگئے طفلانِ اشک
ڈوبنے والون کو تنکے کا سہارا ہوگیا

آجکل خوش ہے وہ رشکِ ماہ و رشکِ آفتاب
اوج پر اپنے نصیبے کا ستارا ہوگیا

دونون آنکھون سے ہماری یون ہوا طغیانِ اشک
ایک گنگا کا تو اک جمنا کا دھارا ہوگیا

شعلہ روی و شمع رخ کہتے ہین شاعر شک نہین
یار کے آنیسے گھر روشن ہمارا ہوگیا

عشق نے ایمان اپنے کو پرایا کر دیا
آجتک دل تھا ہمارا اب تمھارا ہوگیا

جب نتھے عاشق کسی کی بات اٹھہ سکتی نتھی
ابتو گالی کیا ہمین سب کچھ گوارا ہوگیا

سربلندی اونچی چوٹی سے ہوئی موباف کی | خُتنی شکنین گیسو کا ترارا ہو گیا
جوش نشہ کا ہوا سب کچھ نظر آنے لگا | سیکشی [illegible] تیم ساغر ہمارا ہو گیا
صورتِ منصور ہمکو بھی چڑھا دو دار پر | سیکشی مین رازِ مستی آشکارا ہو گیا

گھاٹ پر پھونچے تو بیڑا پار بھی ہو جائے گا
اے **مذاق** اربابِ دنیا سے کنارا ہو گیا

١١

مذہب اپنا بخدا اے بتِ ترسا چھوڑا | دین و ایمان کو ترے عشق مین چھوڑا چھوڑا
میری جانب سے جو اغیار نے شوشا چھوڑا | دلِ مجروح یہ سمجھا کہ تپنچا چھوڑا
آپ کسواسطے گھبراتے ہین مُنہ پھیرتے ہین | جائیے ہمنے بھی بوسے کا تقاضا چھوڑا
فصلِ گل آتے ہی جنگل کو چلے دیوانے | طرفہ تر بادِ بہاری نے شگوفا چھوڑا
تپشِ داغِ جنون ایسی ہوئی صحرا مین | پر پرندون کے جلے چیل نے انڈا چھوڑا
بنگیا لال جنتیک اور سنہری ہیمیک | خونِ عشاق نے دامن نہ تمھارا چھوڑا
تار برقی کی خبر سے بھی گیا خط پہلے | ڈاک مین بادِ صبا کی جو لفافا چھوڑا
خاک اوس کوچے مین جاتی ہے بگولا ہوکر | عشق نے بعدِ فنا بھی نہین پیچھا چھوڑا
ملت و دین ہین جُدا مذہبِ عشاق جُدا | گبر نے دیر مسلمان نے کعبا چھوڑا
نیمجان کرکے مجھے ذبح نہ قاتل نے کیا | زخمیِ خنجرِ ابرو کو تڑپتا چھوڑا
ہو گیا پنجۂ شہبازِ نظر کا کشتہ | مرغِ دل پر مرے صیاد نے جُرا چھوڑا
ریزگی ہوکے پسندیدہ ہوئی پامالی | پر سنبت بیل نے دامن نہ تمھارا چھوڑا
ہاجر مین غرۂ شوال ہوا عاشورا | شرارت آئی تو آہون نے [illegible] تا چھوڑا
جب تمھارے دہنِ تنگ کا عقدہ نہ کھلا | سب نے ایجان فرحِ سل [illegible] نا چھوڑا

جوشش گریۂ فرقت مین بہایا دل کو
ہمنے دریا مین تمھارے لیے بیڑا چھوڑا

اے **مذاق** آبرو و دل گئی رسوائی سے
پر کبھی کوچۂ جانان مین نہ جانا چھوڑا

12

الفت کا شوق دل سے ہمہ تن نکل گیا
دستِ جنونِ عشق سے دامن نکل گیا

جس رُخ وہ شوخ پھیر کے توسن نکل گیا
مخلوق سمجھی ریل کا انجن نکل گیا

دو نیسے میرے نغمۂ دلکش ہوا بلند
لوگون کے مُنہ سے واہ رے ارگن نکل گیا

دشوار خارِ وادیٔ وحشت سے ہے گذر
ہاتھ آئی آستین تو دامن نکل گیا

بسمل ہے مرغِ قطب نما چشمِ یار کا
تیرِ نگاہ توڑ کے آہن نکل گیا

آیا وہ ترکِ فاتحہ خوانی کو قبر پر
جو حوصلہ تھا وہ پسِ مُردن نکل گیا

جانے نہ پاتے رات کو پر کیا کرون حضور
ہاتھون سے میرے آپکا دامن نکل گیا

خوشبو ہوا مین اُسکے بنی چادرِ مزار
آکر جو گلبدن سرِ مدفن نکل گیا

اِک روشنی چراغ کی ایسی نظر پڑی
مین آپ سوئے وادیٔ ایمن نکل گیا

گردن جھکائی دیکھ لیا جلوۂ صنم
اب دل سے شوقِ وادیٔ ایمن نکل گیا

زُنّارِ عشق پڑ گئی گردن مین خلق کی
جس راہ سے وہ طفلِ برہمن نکل گیا

خاکِ درِ صنم کا جو پوچھا کسی نے نام
بیساختہ زبان سے کُندن نکل گیا

سنبھلا تھا دل پھر اونکو جو دیکھا بگڑ گیا
قابو مین آگیا تھا جو دشمن نکل گیا

لوٹا متاعِ دل کو پھر انکار کر گیا
غارت کے بعد صاف وہ رہزن نکل گیا

اکسیر خاک ہی ترے کشتے کی اے صنم
کام اِس سے کیمیا کا ہمہ تن نکل گیا

خوش کر دیا **مذاق** کو تو نے شبِ وصال

ارمان دل کا او بت پر فن نکل گیا

١٣

ضیاے حسن پر تیرے نہو کیون نور کا دھوکا
پری کا ہی کسی کو تو کسی کو حور کا دھوکا

صفاے سینہ پر ہے تخت بلور کا دھوکا
نہ ہو کیون جو بنو نپر قبہ ہاے نور کا دھوکا

شہیدون کا لہو سر پر چڑھا ہی اس ستمگر کے
عبث سبکو ہوا ہی مانگ پر سیندور کا دھوکا

زبان خار صحرا کیون نہ چاٹے پاے وحشی کو
ہوا ہی آبلون پر خوشۂ انگور کا دھوکا

مشبک تیر مژگان سے ہوا عاشق کا دل ایسا
کہ ہوتا ہی ہر اک کو خانۂ زنبور کا دھوکا

گمان ہی کہکشان کا مانگ پے تارونکا افشان پے
ہوا ہی زلف پر تیری شب دیجور کا دھوکا

قیامت زا ہوا نالہ مرا فرقت کی شب ایسا
فرشتون کو ہوا گردون پہ شور صور کا دھوکا

بنائے ہاتھ تیرے حق نے اپنی دست قدرت سے
بجا ہی پنڈلیون پر ساق پاے حور کا دھوکا

میان وصل اونکے ہونٹ جب چوسے ہوئی غفلت
ہوا عناب لب پر شیرۂ انگور کا دھوکا

مذاق اونکے دہن پر کیون نہ شک دل کو صدف کا ہو
ہوا ہے سلک دندان پر در منثور کا دھوکا

١٤

ہماری آہ آتشبار کا گر ہو دھوان پیدا
زمین جلنے سے کوسون تک نیا ہو آسمان پیدا

ہمارا یوسف دل گر گیا چاہ زنخدان مین
ہوا ابتک نہ کوئی یا الٰہی کاروان پیدا

ہمارا دل ہدف ہو جائیگا چھد جائیگا سینہ
صف مژگان سے ہونگے تیر ابرو کمان پیدا

لب منقار بلبل بند ہے فرط خموشی سے
ہوا گلشن مین ایسا کونسا شیرین زبان پیدا

سگان کوی جانان آئین تو دعوت کرین اونکی
بجاے مو تن ہر عضو سے ہون استخوان پیدا

اڑ رنگ گل آئے اوڑا اوڑ کر بجاے بیضۂ بلبل
ہزارون ہو گئے بچے میان آشیان پیدا

ترقی پر اگر ہی خندۂ بلبل گلستان مین
عجب کیا ہو جو شاخ گل سے شاخ زعفران پیدا

جلایا دل کو ایسا یار کی آتش مزاجی نے | کہ ہنگامِ تنفس منہ سے ہوتا ہی دھوان پیدا
بر آئے دل کی حسرت وصل کی شب ابر ہی گھر نکلے | نہین تو وردِ لب ہی پر نہین ہوتی ہی ہان پیدا

نہین ممکن ادا ہوئے شکرِ خالق ای مذاق اوسکا
بجائے ہر بنِ موے بدن گر ہو زبان پیدا

۱۵

ملا نہ یار تو اہلِ فنا کو داغ ملا | سرِ مزار جلانے کو یہ چراغ ملا
حرم مین دیر مین دل مین ہر اک جگہ ڈھونڈھا | مگر نہ آپ کا ہمکو کہین سراغ ملا
ہمین جو پانا تھا باغِ جہان مین وہ پایا | شگفتگی ہوئی لالہ رخون سے داغ ملا
یہ سچ ہی رنج اوٹھاؤ تو گنج ملتا ہے | ہزار دن عشق مین گل کھائے جب تو باغ ملا
کبھی گلے نہ ملا گو خوشامدین کین بہت | کبھی نہ اوس بتِ مغرور کا دماغ ملا
تمیز ہو تجھے الفت کا فرق ہو معلوم | ہمارے داغ سے اے لالہ اپنے داغ ملا
ہم اب بنائینگے درگاہِ عشق زندان کو | وفورِ داغِ جنون سے چہل چراغ ملا
شبِ فراق کی ظلمت جو دل سے دور کرے | ملی نہ شمع نہ ایسا کوئی چراغ ملا
ہزار شکر وہ کہتے ہین دیکھکر مجھکو | مذاق ایک مجھے صاحبِ دماغ ملا

ملا ہی دل تو پئے عشق اے مذاق ہمین
خصوص فکرِ رسا کے لیے دماغ ملا

۱۶

دل بنکے زلفِ یار کا شانہ پھرا کیا | دامِ بلا مین پھنسکے نشانہ پھرا کیا
ہر رشتۂ رگِ تنِ لاغر سے دم بدم | تسبیحِ عشق بنگئی دانہ پھرا کیا
دیکھو نہ آیا وہ بتِ ہرجائی رات بھر | آنیکا ہمسے کرکے بہانہ پھرا کیا
وحشی کو کچھ تو ہوش ہین صحرائے عشق مین | پڑھ کر قدم قدم پہ دوگانہ پھرا کیا

دل کو رہی جو اوس بُت ہرجائی کی تلاش
کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ پھرا کیا

احوال عشق کا غذ اخبار بنگیا
سبکی نظر مین میرا فسانہ پھرا کیا

پھیری نہ اُسنے چشمِ عنایات اے مذاق
گردش رہی ہمیشہ زمانہ پھرا کیا

۱۷

مین مبتلائے گیسوئے خمدار ہی رہا
جو پھنسگیا بلا مین گرفتار ہی رہا

محرومِ فیضِ نورِ رُخ یار ہی رہا
مثلِ کلیم طالبِ دیدار ہی رہا

بوسہ دیا کبھی نہ گلے سے کبھی ملے
اونکو ہر ایک بات مین انکار ہی رہا

بیہوش نشۂ مئے الفت رہا مدام
پر مطلبون کی بات مین ہشیار ہی رہا

مانندِ ہجر وصل مین بھی بیخودی رہی
مجھکو غمِ فراق دلِ زار ہی رہا

دیکھی ہے جس کسی نے تری چشمِ نرگسی
اچھا نہ وہ ہوا کبھی بیمار ہی رہا

چھپ چھپ کے دیکھتا مین رہا یار کا جمال
گھُل کر میانِ روزنِ دیوار ہی رہا

اے کفرِ عشق دانۂ تسبیح گر گئے
آخر گلے مین رشتۂ زنار ہی رہا

ہر دم سوالِ بوسہ نے ایسا کیا ذلیل
ہر وقت گالیون کا سزاوار ہی رہا

اوسنے ہمارے پھول اوٹھائے تو کیا ہوا
اغیار کے دلون مین مگر خار ہی رہا

عریان تنی رہی نہین کوچے مین یار کے
تن پر لباسِ سایۂ دیوار ہی رہا

دانہ نہ پائی اور نہ صیاد رہ گیا
کُنجِ قفس مین مُرغ گرفتار ہی رہا

بھولے سے بھی خدا کا نہ آیا کبھی خیال
مین عمر بھر بتون کا طلبگار ہی رہا

جب بوسہ مانگا ہوگیا ناخوش مذاق سے
اوس بُت کا انخدا مین گنہگار ہی رہا

۱۸

اپنے قبضے مین کچھ آسان نہین لانا دل کا
سیکھ لے دزد حنا سے وہ چرانا دل کا

جان کا جانا ہی بیساختہ آنا دل کا
شعلہ رویون سے نچھوڑیگا جلانا دل کا

جیتے جی آتش غم مین ہے جلانا دل کا
دل لگی سمجھے ہین انسان لگانا دل کا

ڈھونڈھنے کو فقط اک زلف سیہ باقی ہے
ہفت اقلیم مین پایا نہ ٹھکانا دل کا

ابھی سینے سے نکالون ابھی صد چاک کرون
اونکی زلفون کو پسند آئے جو شانا دل کا

اونکو دیوانہ و مدہوش پسندیدہ ہین
کوچہ عشق مین کیا کام ہے دانا دل کا

ناوک خوش نظران جان ہماری لیگا
قادر انداز نہ چوکینگے نشانا دل کا

نالہ شب مین ہے تاثیر ترنم سے سوا
ہم سنائینگے کسی دن اونھین گانا دل کا

خلعت تازہ کوئی اور عطا کرائے عشق
داغ فرقت تو ہے ملبوس پرانا دل کا

اور اوجاع مفاصل تو ہوے ہین معلوم
پر طبیبون نے بھی کچھ درد نہ جانا دل کا

سننے والونکو رلاتا ہے بیان غم عشق
تازگی رکھتا ہے مضمون پرانا دل کا

درد دل سنکے وہ فرماتے ہین کچھ تازہ کہو
ناپسندیدہ ہے مضمون پرانا دل کا

ہی تمناے عبث ہی یہ امید موہوم
جاکے قابو مین حسینونکے پھر آنا دل کا

لیکے دل بولے کہ حیلہ ہے کسی کا اب بھی
اب بھی پھر ہوگا کسی روز بہانا دل کا

قدر کچھ اوسکو نہین اور ہے نفرت مجکو
داے حسرت کہ نہین کوئی ٹھکانا دل کا

کعبہ کہتا ہے کوئی عرش خدا کہتا ہے
حیف اوس بت نے نہ کچھ مرتبہ جانا دل کا

عشق مین حیلہ شرعی بھی بہت ہین ہمکو
آپ گستاخ ہون کرتا ہون بہانا دل کا

مثل گل پھول رہا ہے خبر آمد سے
آج ممکن نہین پہلو مین سمانا دل کا

سالکان رہ الفت کو نہین حاجت خضر
ہمکو کافی ہے فقط راہ بتانا دل کا

آرزو یہ ہی کہ ہو جاؤن فنا فے الوحدت
بدلے تسبیح کے درکار ہے دانا دل کا

نہ ہوا مقصد دل ایک بھی حاصل شب وصل
نہ چکا شام سے تا صبح فسانا دل کا

ایکدن وہ تھا طلبگار تھے دل کے تم بھی
ایک یہ دن ہے کہ دشمن ہے زمانا دل کا

لذت دزدی دل کہتی ہے یہ پہلو مین
کاش دیتا مجھے اللہ خزانا دل کا

جبکو جادو نہین معلوم اون آنکھونپہ نثار
صدقے اوس چپ کے جسے آئے چرانا دل کا

قصۂ غم مین بھی مطلب کی کہے جاتے ہین
پہلو ون ہی نہین خالی ہے فسانا دل کا

اے مذاق الفت جادو نظرا نمین ہمکو
صورت سحر ہے منظور جگانا دل کا ؎

١٩ ہو جائے یگانہ دل بیگانہ تمھارا
ہشیار رہی دیکھے تو ہو دیوانہ تمھارا

دیوار کے سایے مین پڑا رہنے دو ہمکو
ہم نام ہی لیتے ہین فقیرانہ تمھارا

یون کہنے کو مجنون کہے کوئی تو برا کیا
باطن مین تو ہشیار ہے دیوانہ تمھارا

بیزار ہی دل ہمسے تمھین دل کی نہین قدر
یہ پھول ہے بازی کا ہمارا نہ تمھارا

دیکھو تو مذاق جگر افگار کی جانب
اک یہ بھی دعا گو ہے گدایانہ تمھارا

ردیف باے موحدہ

٢٠ فتد چو عکس رخ بے نقاب در تہ آب ؎
گمان برند کہ ہست آفتاب در تہ آب

شناوران یم زیست را ثباتی نیست
فرو روند مثال حباب در تہ آب ؎

بتنگ آمدم از پند نامہ واعظ
شتاب غرق شو و این کتاب در تہ آب

حسن دورِ رونقِ دندانِ یار از رہِ شرم — شدہ ست دُرِ صدف آب آب در تہِ آب

ز مہر دو میشود اظہار صورت واحد — رخت بزیرِ نقاب آفتاب در تہِ آب

ز خوفِ محتسب بد بخویشتن لرزید — بریخت ساقیِ میکش شراب در تہِ آب

رخت نگشت نہان از نقاب آب وان — نمود جلوہ این آفتاب در تہِ آب

میان بحر چو گیسو کشادہ غوطہ زدی — بچشمِ دل نظر آمد سحاب در تہِ آب

غریقِ ورطۂ دریاے غم چو گشت مذاق
رسید بہرِ مدد بوتراب در تہِ آب

٢١

گزری فراقِ یار مین یون میری ہاے شب — تڑپا کیا مین صبح سے تا انتہاے شب

خونِ جگر فراق مین پیتا ہون صبح و شام — دن کی غذا ہے رنج تو غم ہے غذاے شب

عاشق کو ہجر مین ہے اوجالا اندھیرا ایک — ماتم سراے روز ہے ماتم سراے شب

فرقت مین کاٹے کھاتی ہے مجکو یہ کالی رات — یارب وصالِ یار کی اب جلد آئے شب

افلاک کانپتے ہین تو تھراتے ہین ملک — جاتے ہین آسمان پہ جب نالہاے شب

جس شب وصالِ یار کی ہوتی مجھے امید — مین سو ہزار جان سے ہوتا فداے شب

یارب غمِ فراق کے دن بیٹھیہ پھیر جائین — وصلِ صنم کی جلد مجھے مُنہ دکھاے شب

کسکی تجلیو نمین ہے تاثیرِ گرم و سرد — مہر آشناے روز ہے ماہ آشناے شب

ابرو ترے ہلال ہین پیشانی آفتاب — چہرہ بجاے روز ہے گیسو بجاے شب

گذری شبِ وصال تو بس ہوگئی سحر — بر آیا پھر نہ ایک طرح مدعاے شب

اوس بت کا دل نہ حیف پسیجا کسی طرح — یارب یہ بے اثر ہین مرے نالہاے شب

کیا کیا قیامتین نہو مین وصلِ یار مین — پو پھٹ گئی تو صبح نے پھاڑی قباے شب

جامی ہین اپنے اب نہ یہ پھولی سمایگی — زلفِ سیاہِ یار نے پہنی قبائے شب

پھونچے مذاق جاکے مدینے مین اے خدا
بہرِ نبی قبول کر اب یہ دعائے شب ؎

۲۲

حاصل شب وصال ہوئی مدعائے لب ؎ — جب اوس پری جمال نے لب سے ملائے لب
کاٹے جو ہونٹ دانت سے میرے شبِ وصال — دے کر اوگال بولے یہ ہے خون بہائے لب
غیرون کو بوسے دیتے ہین وہ ہمکو گالیان — ظلم دہانِ یار ہے ہم پر جفائے لب
نسبت نہین ہے ہونٹ سے پتھر کو اے حضور — یاقوت و لعل ہو نہین سکتے بہائے لب
مطلب کی اسکی بات جو پوچھی تو بول اٹھا — میری نہ عرضِ حال پر اوسنے ہلائے لب
پایا مزہ اوگال کا بوسے کا ذائقہ ؎ — دل اے پری نثارِ دہن ہے فدائے لب

قند و نبات یاد نہین ہین مذاق کو
ابتک زبان پہ ہے مزہ بوسہ ہائے لب ؎

ردیف بائے فارسی

۲۳

دردِ الفت کو ہوا بیکار لیپ ؎ — فائدہ کرتا نہین زنہار لیپ ؎
دفع ہو آماس دردِ دل ابھی ؎ — اپنے ہاتھون سے کرے جو یار لیپ
ہو دوا بیمارِ الفت کی عبث — دردِ دل کو کب ہوا درکار لیپ ؎
اب چھڑا اسے جلد تر اے ہمنشین ؎ — دردِ سر کو ہو گیا ہے بار لیپ ؎
دردِ الفت دل سے میرے دور ہو — دے کوئی ایسا مجھے غمخوار لیپ
آبلہ دل کا تپکتا ہی رہا ؎ — گو کہ چھپتا تھا مثالِ خار لیپ ؎

یاد گیسو سے اوٹھا سینے مین درد
کرد و مشک نافۂ تاتار لیپ

وصل مرہم زخم دل کا ہو گیا ؎
درد دیدہ کو ہوا دیدار لیپ ؎

سبزہ رنگون کی محبت کا ہے درد
دوست و دل پر کرون زنگار لیپ

درد الفت کب مٹا اے مذاق
ہای عبث اکبار کیا سو بار لیپ ؎

ردیف تاے فوقانی

۲۴

تڑپتا رہا رات بسمل کی صورت
نظر خواب مین آئی قاتل کی صورت

منگا کر نظر کیجیے آئینے مین ؎
اگر دیکھنی ہے مقابل کی صورت

مسیحا نہ خالق مرے ایکدن بھی ؎
دل بت ہے سختی مین کیا سل کی صورت

جو مد نظر ہو مری زندگانی ؎
دکھا دے کوئی میرے قاتل کی صورت

سما جاے گا مردم چشم بن کر ؎
دکھا دون اگر آپ کو دل کی صورت

اوچھلتا ہے آنکھون شب رنج و غم مین
کلیجا بھی لے لیجیے دل کی صورت

ہوا الفت خال مین زار ایسا ؎
کہ سبکو نظر آتا ہون تل کی صورت

نظر آئے پھر کیون نہ ہر سو وہی بت
سمایا ہے آنکھون مین وہ تل کی صورت

بہت بیمروت بہت بیوفا تھا ؎
نہ دیکھون گا اب عمر بھر دل کی صورت

ابھی عمر کچھ بھی نہین ڈر نجا وے ؎
نہ دیکھو خدارا بتو دل کی صورت

بزیر نقاب آپ کا روے روشن
ہای فانوس مین شمع محفل کی صورت

خدایا دعا ہے امیر عنبر سے ؎

نہ پسندِ مذاق آئے شکل کی صورت

ردیف ثاے مثلثہ

بھو کے دیدار کے جاتے ہین عبث	٢٥	یار کی گالیان کھاتے ہین عبث
غیر کے گھر مین وہ جاتے ہین عبث		دلِ عاشق کو ستاتے ہین عبث
روٹھ جائینگے وہ پھر دم بھر مین		ہم اونھین روز مناتے ہین عبث
دل ہی مجروح جگر ہے زخمی		تیغ ابرو وہ دکھاتے ہین عبث
ہم نہ مانینگے کسی کا کہنا		ناصح و واعظ اب آتے ہین عبث
گلبدن وہ ہین مہکتا ہے بدن		عطر جوڑے مین لگاتے ہین عبث
غیر کے واسطے ہین قند و نبات		ہم سے وہ باتین بناتے ہین عبث
کیا نہین پاس ہمارا دیوان		وہ غزل غیر کی گاتے ہین عبث
پر توِ زلفِ سیہ کافی ہے		کاجل آنکھو مین لگاتے ہین عبث
لذتِ وصل نہ حاصل ہوگی		وہ جو ناخوش ہین تو آتے ہین عبث

کھائیگا وقتِ سحر زہر مذاق
شربتِ وصل پلاتے ہین عبث

ردیف جیم معجمہ

جہان دل چاہے تو مجکو وہان بھیج	٢٦	خط اپنا بھی مگر ایجانِ جان بھیج
زمین پر آکے دیکھے اوس پری کو		کوئی حورِ جنان اے آسمان بھیج

مدت ان زمزمونکی داد دیجائے
کسی بلبل کو تو اے باغبان بھیج

بہت جو یا ہی دل تیری خبر کا
کوئی پیغامبر ای بت یہان بھیج

مریضِ عشق کو شربت ہے درکار
تو اے شیرین دہن آبِ دہان بھیج

گرا چاہِ ذقن مین یوسفِ دل
خدایا جلد کوئی کاروان بھیج

الٰہی اب تمنا ہے یہ میری
سوے دربارِ شاہِ دو جہان بھیج

تسلی ہو دلِ مضطر کو میرے
کبھی خط تو کوئی ایجانِ جان بھیج

مرے گل کی سواری کو تو اے چرخ
نسیمِ صبح کا تختِ روان بھیج

بہار آئی ہای میکش ہین فراہم
کوئی خم بھر کے اے پیرِ مغان بھیج

درِ اشعار کیا کم ہین سے لئے نذر
مذاق انکو تو سوے دوستان بھیج

ردیف حاے حطی

٢٧

پیری مین عشق نہین لرزان ہی تن مین روح
تھرا رہی ہی خوفِ گنہ سے بدن مین روح

بعدِ فنا بھی جوشِ جنون ہوگا گور مین
گھبرا کے جامہ چاک کریگی کفن مین روح

حلقے مین عاشقونکے تمھارا ہای جلوہ یون
گویا ہی بوستان مین گلِ تر بدن مین روح

گو ہون جنان مین زلف کی الجھن نہین مٹی
جا کر بسی ہے نافہ مشکِ ختن مین روح

دم ہے غنیمت آپ کا اے حضرتِ مذاق
عیسیٰ کی طرح پھونکی ہے جسمِ سخن مین روح

ردیف خاے معجمہ

۲۸ پھر دکھا دو بتو خدا را رخ ؂ — گورا گورا وہ پیارا پیارا رخ

چال چلتی ہو ترچھی اے آنکھو ؂ — پیل شطرنج ہے تمہارا رخ ؂

چھپ گیا گیسوؤن مین وہ چہرا — پیل زلف سیہ سے مارا رخ ؂

خانۂ دل ہزار ہونگے تباہ ؂ — جدھر اوٹھہ جائیگا تمہارا رخ

شرم سے ڈوب جاے مہر منیر — گر دوپٹے سے آشکارا رخ ؂

سرخ آنکھین ہین خون روتے ہین — زرد ہے عشق مین ہمارا رخ ؂

کہکشان مانگ ہے بتون کی مذاق
چاند ہے چودھوین کا سارا رخ

ردیف دال مہملہ

۲۹ تمھاری ہے صورت بہت دلپسند — مجھی کو نہین۔ تم ہو محفل پسند

ترے مصحفِ رخ کا ہے تل پسند — ٹھہرنیکو دل کے ہے منزل پسند

نہ واعظ طمع دے مجھے خلد کی ؂ — مرے دل کو ہے کوے قاتل پسند

ملا ہی مزہ شربتِ مرگ کا — یہ ہی آبِ شمشیرِ قاتل پسند ؂

کچھ ایسی ہے عشقِ زنخدان کی چاہ ؂ — ملائک کو ہے چاہِ بابل پسند ؂

محبت مین میری خطا کچھ نہین ؂ — مرے دل کو وہ اونکو ہے دل پسند

بہت دل ہین اوس شمع رو پر نثار — پتنگون کو ہے شمعِ محفل پسند ؂

ہوا زلف سے سلسلہ اے جنون — ہوئی پاؤن کو بھی سلاسل پسند ؂

مرے قیسِ دل کو تو محبوب ہے ؂ — نہین مجھکو لیلا کے محمل پسند ؂

پسندیدہ کیونکر نہون سختیان ۂ — بتون کی طبیعت ہے مشکل پسند ۂ

مذاق اپنی نغمہ سرائی ہے خوب
نہین ہمکو شورِ غنا دل پسند ۂ

ردیف ذال معجمہ

۲۰

مین نہ لکھون تو نہین مجھکو میسر کاغذ — کیا تجھے بھی نہین ملتا بتِ خودسر کاغذ

نامہ بر لے نہین جاتا نہ کبوتر کاغذ — کون لے جائے ہمارا سوئے دلبر کاغذ

مین تو سمجھا کہ جواب آیا مگر وائی نصیب — یہ لفافہ تو ہی خالی نہین اندر کاغذ ۂ

ناصیہ سائی بہت عاشقِ لاغر نے کی — ہو گیا گھسکے درِ یار کا پتھر کاغذ

شعر گوئی کا ہوا شوق جو اوس خوشگلو کو — آتے جاتے ہین مرے اُسکے برابر کاغذ

لکھون مین ایک فسانہ گل و بلبل کا دلا — کاش بنجائین جو اوراقِ گلِ تر کاغذ

یہ لکھا اوسنے نہ آنا یہان بدنامی ہے — ہو گیا میرے لیے سدِ سکندر کاغذ

ریزشِ اشک نے دکھلائی یہ گرما گرمی — گھل گئی ہو کے مری لوحِ مقدر کاغذ

گیسوِ یار کی تعریف جو مینے لکھی — غیرتِ مشک بنا ہو کے معنبر کاغذ ۂ

نام کس غنچہ دہن کا یہ لکھا صلِ علی — شاخِ گل خامہ ہوا اور معطر کاغذ

ہی جو ذلت اونھین منظور ہمارے خط کی — چاک کر کے وہ اوڑاتے ہین ہوا پر کاغذ

ناتوانی نہو کیون ہجر کے صدمون سے ہمین — ہو گیا گھل کے ہمارا تنِ لاغر کاغذ ۂ

ای کبوتر نہین درکار سیاہی قرطاس — روشنائی ہے مرا خون ترا پر کاغذ ۂ

دفترِ عمر ہوا آہ سے میری برباد — صدمہ باد سے ہو جاتا ہی ابتر کاغذ

ای مذاق آیا جو اوس رشکِ پری کا نامہ
کبھی آنکھون پہ وہ رکھا کبھی سر پر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

۳۱

تُم پہ شیدا ہوا مین بُلبلِ شیدا ہوکر
نکہتِ وصل سونگھاؤ گلِ رعنا ہوکر

آئینے کو نظر آئے کبھی صورت جو تری
فرطِ حیرت سے ہے محوِ تماشا ہوکر

ہو بہت خوب کشاکش سے ملے مجکو نجات
کوے جانان ہی مین مرجاؤن جو سودا ہوکر

بعدِ مُردن بھی جنون دشت مین لیجائیگا
خاک اوڑاونگا مین جنگل کی بگولا ہوکر

ہاتھ دھو بیٹھے نہ کیون زیست سے اپنی بیجان
تم جو بیمار کو دیکھو نہ مسیحا ہوکر

اتنا پامال کیا گور کو میری اوسنے
مٹ گیا نام مرا نقشِ کفِ پا ہوکر

خلشِ نوکِ مژہ سینے مین نشتر زن ہے
نخلِ دل سوکھ گیا عشق مین کانٹا ہوکر

عشق مین زیر و زبر سب ہوا ای رشکِ پری
منتشر ہوگیا عالم تہ و بالا ہوکر

دیدۂ دل مین نہ دی تو نے کبھی مجکو جگہ
گر پڑا نظرون سے مین اشک کا قطرا ہوکر

خاکساری بھی عجب شی ہے کہ با وصفِ عروج
عکسِ خورشید زمین بوس ہے ذرا ہوکر

ہوکے خاکی نہین رہسکتا پریرویون کے ساتھ
غیر ممکن ہے رہون دھوپ مین سایا ہوکر

عشق مین گوہرِ دندان کے جو روتا ہون مذاق
قطرۂ اشک بہے ہین دُرِ یکتا ہوکر ؎

ردیف زائے معجمہ

۳۲

نظر آنے لگا جمال نماز — دل ہمارا ہی پائمال نماز

میکدے مین بچھا ہے سجادہ — میکشی مین بھی ہی خیال نماز

پڑھی بیوقت جب قضا سے ادا — بڑھ گیا شغل مین ملال نماز

روح ہو جاتی ہے فنا فی اللہ — ہمسے کچھ پوچھیے نہ حال نماز

مستعد ہو کے کب کمر باندھی — جب نہین قوت و مجال نماز

سچ ہی ہے بر حق ہے نیت قربت — وصل یزدان ہے اتصال نماز

ہی جو آب وضو سے شادابی — رشک طوبے ہوا نہال نماز

ہمتو ہین رند بادہ عرفان — پوچھیے عابدون سے حال نماز

ہم ہین دیوانہ پری اے شیخ — بیخودون سے نکر سوال نماز

جب نکیرین آئے مدفن مین — سب سے پہلے کیا سوال نماز

مے پرستون کو جوش مستی ہے — پارساؤن کو ہے جلال نماز

کیون نہ پیری مین مرتبہ ہو بلند — قد خم گشتہ ہے ہلال نماز

ہو مذاق حسن حضور سے دل

وصل معبود ہے کمال نماز

ردیف سین مہملہ

۳۳

وہ وقت گیا رہتے تھے وہ آٹھ پہر پاس — وہ پاس تھے دل اپنا بھی تھا شام و سحر پاس

ہم جو مٹتے رہتے ہین تمھارے لب و دندان — ایجان غنی دل ہے کہ ہین لعل و گہر پاس

محروم نرکھہ مجمع عشاق مین دل کو — اے ممتحن عشق خدارا اسے کر پاس

جاتے ہین تہ دست سوے ملک عدم ہم
عقبے کا سفر اور نہین زاد سفر پاس

تم معنے الفاظ کے مانند ہو گو دور شہ
عشاق مگر ہین صفت نے یہ وزیر پاس

ارباب نظر کے لیے عینک نہین درکار
وہ دور نہین ہم سے کہ ہین وقت نظر پاس

طغیان یم اشک سے گھر بہ گئے سب کے
کچھ خانۂ دل کا تو کرا ے دیدۂ تر پاس

کیونکر نہ یہ عرش دماغ فقرا ہو
معبود ہے ہر دم عوض نقرہ و زر پاس

دل یہ نہین کہتا ہے سپاس آٹھ پہر کر
رہ پانچ پہر خواب مین کر تین پہر پاس

دل کو ہین شب ماہ سے راتین یہ زیادہ
رہتا ہے شب تار مین وہ رشک قمر پاس

کوئی نہین مطلوب مذاق اوسنے زیادہ
ہو جائینگے غم دور وہ آئینگے اگر پاس

ردیف شین معجمہ

۴۴

پری ہے حور ہے تو اے پریوش
خبر لے اے پریرو اے پریوش

پھرے باغ جہان باغ جنان ہم
نپائی پر تری بو اے پریوش

تو ہی چارون طرف کیا شش جہت مین
تری ہے شان ہر سو اے پریوش

یہ زلفین نافۂ مشک ختن ہین
تری آنکھین ہین آہو اے پریوش

دل بیتاب مین تیری جگہ ہے
مثال روح ہے تو اے پریوش

تری فرقت مین غش آیا ہے مجھکو
سونگھا دے زلف کی بو اے پریوش

دل بیتاب کو ہے بیقراری
کیا ہی تو نے جادو اے پریوش

کہین مرہم نپایا زخم دل کا
لگی ہے تیغ ابرو اے پریوش

توہی شمشاد ہے توہی صنوبر ہے — توہی ہے سروِ دلجوائے پریوش
شراب و مشک و عطر و گل کو سونگھا — مہکتی ہے تری بوائے پریوش

مذاقِ دل حزین کو چومنے دے
کفِ پا۔ ساق۔ زانو۔ ائے پریوش

ردیف صاد مہملہ

۳۵

سبکے کلام عام ہین تیرا کلام خاص — اسبات پر ہین متفق اللفظ عام خاص
کثرت کے واسطے ہوئی وحدانیت عیان — ہی عام کی زبان پر ایک اوسکا نام خاص
کیون ہو نہ سب حسینون سے افزونیِ جمال — ہی بندگانِ عام مین یوسف غلام خاص
جسکی تلاش کعبے مین ہے اور عرش پر — عشاق کے دلونمین ہے اوسکا مقام خاص
افضل اوسی کی راہ ہے باطل ہین اور دھیان — ہر ملت و گروہ مین ہے ایک کام خاص
چارون طرف ہی شان خدا کی کدھر نہین — لیکن ہے جلوہ گاہ ہو نمین بیت الحرام خاص
تخصیص اولیا مین ہی شیر الٰہ کو — ہین انبیا مین حضرتِ خیر الانام خاص
دینے سے مغبچون کے نہ ساغر پیئینگے ہم — ساقی جو اپنے ہاتھ سے دے ہو وہ جام خاص
بنتے ہین جال طائرِ گلزار کے لیے — ہی مرغِ دل کے واسطے گیسو کا دام خاص
ہمنے تو دیکھی شانِ خدا ہر پیالے مین — جمشید نے تو ایک بنایا تھا جام خاص

سبکو خدا نے مرتبے بخشے ہین اے مذاق
پر سب مین ہین حسین علیہ السلام خاص

ردیف ضاد معجمہ

۳۶
زاہد سے چاہتے نہین ہم بادہ خوار فیض
پیر مغان سے پائے ہین دل نے ہزار فیض

صبر و قرار و تاب و توان ہجر مین کہان
اے دل یہ عشق سے تجھے کافی ہین چار فیض

طاؤس عشق بنکے ہوا لالہ چمن
کیا کیا نیا ہیگا یہ دل داغدار فیض

فیاضی فقیر سے سب فیضیاب ہین
بعد فنا بھی گور سے ہونگے ہزار فیض

گریان عشق زلف ہون گریان عشق رخ
جاری مثال بحر ہے لیل و نہار فیض

بھولے جو پھول داغ جنون تازے ہوگئے
ہم وحشیون کو دیگئی باد بہار فیض

باہر کی روشنی سے خوشی ہوگی روح کو
پہونچائینگے لحد مین چراغ مزار فیض

قطرات اشک سرخ نے روشن کیے چراغ
الفت کا ہے میان شب انتظار فیض

کھلجائیگی یقین ہے نشتر کی فصد بھی
ہوگا جنون عشق مین اے نوک خار فیض

بوے بدن سے سب کے معطر دماغ ہین
اوس گل سے ہے پئے چمن روزگار فیض

اصلاح اپنے دل سے نہ بھولیگی اے مذاق
اوستاد کے قلم سے ہوے ہین ہزار فیض

ردیف طاے مہملہ

۳۷
کوئی سچا ہے کوئی خواب غلط
خود غلط کی ہے سب کتاب غلط

غم غلط ہوگیا ہے بادہ سے
شب کو کرتا ہے آفتاب غلط

ہے جو رحمت صحیح اے محشر
سبکے ہو جائینگے حساب غلط

کیا وہ نشئے مین کچھ تھے اے قاصد
خط کا لکھا مجھے جواب غلط

شیخ مسجد مین ہے ریا دمین
ان نمازون کا ہے ثواب غلط

نکہتِ گیسوِ معنبر سے — ہو گئی بوے مشکناب غلط

آپ سچے ہین آپ سچّے ہین — بات میری ہی ہی احباب غلط

آگئی زلف روے روشن پر — ہو گیا نورِ آفتاب غلط

اے گلِ داغِ دل وہ کہتے ہین — اس گلستان کے سب ہین باب غلط

کیا سناؤن مین حال پیری مین — ہو گیا قصّۂ شباب غلط

دل بہت بھُنکے بد مزہ ہوگا — جل کے ہو جائیگا کباب غلط

میرا ساقی اگر نہ آئے گا — ہو گی کیفیتِ شراب غلط

جب سنایا مذاق نے کچھ حال — ہنسکے بولے یہ ہی کتاب غلط

ردیف ظاے معجمہ

۳۸

تم جو آئے تو ہوا دل محظوظ — ہین تو کیا ہو گئی محفل محظوظ

زخم کھا کھا کے جو ہم تڑپین گے — اور ہوگا دلِ قاتل محظوظ

ایخدا سامعِ فریاد ہے تو — ان بتون سے نہوا دل محظوظ

کیا نہین یاد عذابِ عقبےٰ — کس لیے ہے دلِ غافل محظوظ

سر پر آجاے جو تو اے زہرہ — ہون اسیرِ چہِ بابل محظوظ

اونکے وعدے تو بہت گذرے ہین — کسلیے آج ہے اے دل محظوظ

وصل کی رات سے بیزار نہو — گلے لگجاؤ تو ہو دل محظوظ

وعدۂ وصل وفا خوب کیا — خوب عاشق کا ہوا دل محظوظ

گوشۂ پردہ لیلیٰ نہ اوڑھا	قیس کیون ہے پس محمل محظوظ
اے بتو رحم خدا چاہتے ہو	کسی محزون کا کرو دل محظوظ

شکوہ بیجا ہے مذاق غمگین
عشق سے خوب ہوا دل محظوظ

ردیف عین مہملہ

۳۹

عاشقون کا تری بو سے ہے معطر مجمع	غیرت نکہت گل ہے یہ سراسر مجمع
رشتۂ عشق مین ہین سب دل عشاق گندھے	مثل تسبیح ہے محبوب کے در پہ مجمع
جاتے ہین عرش برین پر شب غم مین نالے	گو ترے کوچے مین ہی فرش زمین پر مجمع
سبزہ خط نہین ہے گرد لب شیرین کے	چیونٹیون نے یہ کیا ہے پے شکر مجمع
کسطرح خیر سے یارب اُسے خط پہونچیگا	بازدارون نے کیا بہر کبوتر مجمع
دیکھنے آئینگے غلمان بھی ترے عاشق کو	ہوگا حورون کا مری گور کے اندر مجمع
گھر سے وہ نکلے تو سب عاشقون نے گھیر لیا	چاند کے گرد ہوا صورت اختر مجمع
غافل یاد نہین گو ہے ہجوم اطفال	تیرے وحشی کو ہی خلوت کے برابر مجمع
خاص و عام آئے ہین وہ ذبح مجھے کرتے ہین	ہر طرف ہی صفت جوہر خنجر مجمع
شمع ہوتی ہے جہان آتے ہین پروانے بھی	کیون نہ دیوانون کا ہو یار کے در پہ مجمع

اپنی اُمت کو نبی جام پلائینگے مذاق
ہوگا محشر مین لب چشمۂ کوثر مجمع

ردیف غین معجمہ

۱۴ گل ہین شگفتہ مست ہین نغمہ سراے باغ
ہی بوے یاسمن سے معطر سواے باغ

اُس گلبدن کی آتشِ الفت سے داغ پاے
گل کھا کے تمنی جسم پر اپنے لگاے باغ

فصلِ بہارِ گل ہین مزہ ہے وصال کا
وہ گلبدن نہین تو جہنم ہین جاے باغ

اُس گلبدن کی بوسمن و یاسمن ہین ہے
مجکو کہین قرار ہو کیونکر سواے باغ

لیچل کہین وطن سے اب اے جذبہ جنون
دیکھینگے سیر ہر گلِ صحرا بجاے باغ

نرگس کی وسیی آنکھہ وہ کہو لو نہین تو کہان
کیونکر ہماری چشم و نظر ہین سماے باغ

اُس گلبدن کی حسن کی دیکھے اگر بہار
شرمندہ ہوکے خاک کے اندر سماے باغ

ہر اک گروہ ہین ہے شرف ایک کے لیے
مرغانِ خوشنوا ہین ہے بلبل ہماے باغ

گلہاے داغِ عشق سے سینہ چمن ہوا
دل ہے ہجومِ داغ سے عالم نما سے باغ

کنجِ قفس ہین بلبلِ نالان اسیر ہے
ہی جاے نغمہ آٹھہ پہر ہاے ہاے باغ

پیشِ نظر نہین ہے جو وہ گلبدن مذاق
ہی خار اپنی آنکھو نہین وحشت سراے باغ

۱۵ گل ہوا جشنِ شب سرِ مدفن چراغ
داغِ دل سے ہو گیا روشن چراغ

شمع رو آیا جو شب کو باغ ہین ؎
جل گئی ہو کر گلِ گلشن چراغ

آئی ہی شامِ شبِ وصلِ صنم
گا ئیے دیپک تو ہون روشن چراغ

ہین عیان محرم سے یون جوبن ترے
جس طرح روشن تہ دامن چراغ

وقتِ شب اُس رخ کو کہیے کیا مذاق
برقِ عالم تاب یا روشن چراغ ؎

ردیف فا

۴۲ سینے مین نظر آتے ہین الفاظِ سخن صاف
آئینے کے مانند تمھارا ہے بدن صاف

صیّاد سلامت ہی تو ہی جال سلامت
ہو جائیگا مُرغانِ گلستان سے چمن صاف

اسدرجہ کدورت تھی کہ مٹّی مین مِلا یا
ہم خاک نشینون سے تھا چرخِ کُہن صاف

آلائشِ دنیا سے کرون پاک دِل اپنا
گھر تیرے لیے چاہیے اے رشکِ چمن صاف

اِن زلفون مین عنبر کی ہی بو مُشک کی بو ہے
ہر اک ہے گرہ نافہ آہوے ختن صاف

صبحِ شبِ وصل اُسنے نقاب اپنے اوٹھائی
تھوڑی جو رہی رات ہوا چاندگہن صاف

غم مین مرے سب خاک اوڑا ئینگے مقرر
جب ہوگا کدورت سے دِل اہلِ وطن صاف

ایسا بھی نہو کوئی غمِ عشق مین دُبلا
ہڈی نظر آتی ہی مثالِ رگِ تن صاف

گیسوے مِلے مُشکین تو مِلا چاند سا چہرہ
حصّے مین ترے ہے صفتِ شمع بدن صاف

رنجش نے کسی کی مجھے مٹّی مین مِلا یا
دل آپ کا اب بھی تو ہوا مشفقِ من صاف

ہی کم سنیِ یار مذاق آجتک اسیر
ہی سبزہ خط سے بھی لبِ چاہِ ذقن صاف

ردیف قاف

۴۳ بنجائیگا جب کام کوئی دل کے موافق
ہو جائینگے ہم بھی تری محفل کے موافق

ہی وصل سے انکار اگر تمکو مری جان
اخلاق کی باتین ہی کرو دل کے موافق

مشہور زمانے مین ہی روشندلی اپنی
ہی داغ جگر مین مہِ کامل کے موافق

مجروح جگر خنجرِ ابرو سے ہوا ہے
ہی زخم تڑپ چاہیے بسمل کے موافق

سیماب ہی کیا ماہیِ بے آب ہی کیا چیز
تڑپے تو بھلا کوئی مرے دل کے موافق

ہر گام پہ پڑھینگے سفرِ حج مین نمازین ؎
قرآن پڑھے جائینگے منزل کے موافق

تقدیر رسا ہو تو ملے جامِ شہادت
یہ حلق نہین خنجرِ قاتل کے موافق

اے پیرِ مغان جامِ تمنا مرا بھر دے
مے چاہتا ہون میکدہ دل کے موافق

انکار کی حاجت اونھین بوسے مین نہین ہے
ملتا نہین ڈھونڈھے سے دہن تل کے موافق

غفلت ہی حقیقی سے ہے عشقِ مجازی
غافل نہین کوئی دلِ عاقل کے موافق

لذت ہے مذاق آپکی شیرین سخنی مین ؎
بر آئے مراد آرزوے دل کے موافق

ردیف کاف تازی

۴۴

حسنِ گلشن اے گلو ہے بلبلِ گلزار تک
تھوڑے سے دن مین رہ جائیگا گلستان خار تک

پھر تو خود اوٹھنے ندیگی خاک سے مٹی مری
ناتوانی پہلے پہونچا دے تو کوے یار تک

رازِ الفت فاش اظہارِ انا الحق نے کیا
قصۂ منصور پہونچا یا زبانِ دار تک

سخت جانی سے مٹی خنجر کی آب آتش وش
میری گردن پر بنی ارہ تری تلوار تک

راز کی باتین بہت آہستہ ہونی چاہئین
کان رکھتے ہین تمھارے گوشۂ دیوار تک

ہم تو دیوانے ازل سے ہین تری لیلا حسن
شکل تیری دیکھہ کر مجنون بنے ہشیار تک

واہ کیا تعمیر کاخِ حسنِ قامت کی ہوئی
خود ہی جسکو دیکھہ کر حیران ہے معمار تک

جنبشِ جسمِ مریضِ دردِ الفت کس طرف
ہل نہین سکتے دعا کو بھی لبِ بیمار تک

سرنگون کچھہ مین نہین قاتل کے فرطِ خوف سے
سر جھکائے حکم کے قبضے مین ہی تلوار تک

عشقِ گیسوے رسا کی ہے کشش ایسی مذاق

جذبۂ الفت سے پہونچا کوچۂ دلدار تک ؎

ردیف لام

۴۵ بیٹھے بٹھائے کوئی نہ بُت سے لگائے دل
سینے مین تیرا نام ہو یارب بجائے دل

تیرا تو ایک کھیل ہے اے طفلِ مہ جبین
آخر کوئی کہان سے نیا روز لائے دل

سُنتا ہون آج ہاتھ مین مہندی لگائینگے
پھر تجھپہ نکچھ یقین ہے مرا رنگ لائے دل

چھپایا ہی غضب حسن جو مجھپہ شبِ وصال ؎
جرأت نہین جو عرض کرون مدعائے دل

تاثیرِ عشق سے ترے بیتاب ہو ضرور
پتھر کا بھی مذاق جو اپنا بنائے دل ؎

ردیف میم

۴۶ یہ حیرت ہی کجا وصل اور کجا ہم ؎
وہ بت ہی آج اور نامِ خدا ہم

تمھاری بزم مین ہے فیصلہ آج
عدو ہی یا رہیگا یار یا ہم ؎

گلا کاٹینگے اپنے ہاتھ سے خود ؎
اوٹھائینگے نہ احسان یار کا ہم

جدائی کا تمھاری یہ اثر ہے ؎
کہ اپنے دل سے رہتے ہین جدا ہم

تڑپتے ہی گذرتے ہین شب و روز
کہین کیا تجسے اپنا ماجرا ہم

جفا تم بھول جاؤگے یقین ہے
دکھائینگے اگر اپنی وفا ہم

مذاق اوس سے نہین آگاہ کوئی
جو دردِ دل سے پاتے ہین مزا ہم

ردیف نون

۴۷

چمن مین آج مرا نونہال ہے کہ نہین — ہر ایک بلبل گلشن نہال ہے کہ نہین

ازل سے عشق مین اُسکے ہون مین قریب الموت — مرے نصیب مین اُسکا وصال ہے کہ نہین

مرا سوال یہ ہے صاحب بصیرت سے — کہین وہ ماہِ عدیم المثال ہے کہ نہین

کیا تھا وصل کا اقرار اب ہے کیون انکار — کچھ اپنی بات کا تمکو خیال ہے کہ نہین

طلب جو بوسہ کیا اوسنے ہنسکے فرمایا — حرام پہلے بتا دو سوال ہے کہ نہین

مثال قطرۂ خونِ دلِ حزین جو تھا — تمھارے مصحفِ رُخ پر وہ خال ہے کہ نہین

بتون کا عشق ہی ہے اے عاشقو خدا سے ڈرو — کچھ آخرت کا بھی تمکو خیال ہے کہ نہین

دلا ہوا تجھے ثابت جو فکر کی تو نے — ثبوت اونکی کمر کا محال ہے کہ نہین

مذاق شعر سُنا کر کیا ہے اونکو محو
یہ تیری ذہن رسا کا کمال ہے کہ نہین

۴۸

ہر دم شبِ وصال مین گھبرائے جاتے ہین — آنکھین جو پائے بیٹھے ہین شرمائے جاتے ہین

آثارِ مرگ اب تو ہمین پائے جاتے ہین — رنج و غمِ فراقِ بتان کھائے جاتے ہین

کھنچ کھنچ کے رُک کے چلنا قیامت ہے دیکھیے — غمزے غضب کے تیغ کو سکھلائے جاتے ہین

کیونکر بھلا وصال کی امید ہو مجھے — اک بوسے مین حضور تو گھبرائے جاتے ہین

بر آئی بارے مردمِ دیدہ کی آرزو — پلکون سے تلوے یار کے سہلائے جاتے ہین

بالین پر آکے میرے طبیبون نے یہ کہا — آثار زندگی کے نہین پائے جاتے ہین

دل مین جو کچھ کمالِ کشش ہے تو اے مذاق

بدم بھر مین آپ ہی وہ ابھی آئے جاتے ہین

۴۹ تری صورت ہم اے رشکِ قمر جب یاد کرتے ہین
فغان کرتے ہین شور و شیون و فریاد کرتے ہین

قدم سی اپنی جب گلشن کو وہ آباد کرتے ہین
تصدق سرو کو شمشاد کو آزاد کرتے ہین

لگا کر ہاتھہ مین مہندی بہت بیداد کرتے ہین
حوالہ خونِ ناحق کا سوے جلاد کرتے ہین

غزل سنکر ہماری مدح سب استاد کرتے ہین
پھڑک اُٹھتے ہین سُنکر شعرِ رنگین صاد کرتے ہین

غضب کے ظلم ابتو یہ ستم ایجاد کرتے ہین ؎
ہمیشہ اک نہ اک تازہ ستم ایجاد کرتے ہین

تمھاری صورتِ زیبا بھلا دیتی ہی سب شکوے
نہین کچھہ بھی خیال آتا بہت ہم یاد کرتے ہین

اوڑاتے ہین پسِ مُردن غبارِ مرقدِ عاشق
ہماری خاک بھی افسوس وہ برباد کرتے ہین

مجھے دشنام دیتے ہین سوالِ وصل پر ہر دم
مری کیا عرض ہے اور آپ کیا ارشاد کرتے ہین

مذاق اکثر انھین کو ہوتا ہے علم و ہنر حاصل ؎
کہ جو ہر وقت دل سے خدمتِ اُستاد کرتے ہین

۵۰ یادِ ابرو سے ہین گھائل جگر و دل دونون
ایک ہی تیغِ ادا سے ہوئے بسمل دونون

دیکھہ کر تجکو نہین پھولے سماتے ہین گل
محو ہین باغ مین قمری و عنادل دونون

جائے مقصود کو جا پہنچو پہنچنگے کبتک اے دل
مہر و مہ روز جو طے کرتے ہین منزل دونون

دیکھہ کر شبّر و شبّیر کو کہتے تھے نبی ﷺ
مردمِ دیدہ دل کے ہین یہی تل دونون

کیا کوئی رشکِ چمن آئیگا بہرِ گلگشت
منتظر بیٹھی ہین قمری و عنادل دونون

شمع و پروانہ رہا ایک نہ باقی کوئی ؎
تا سحر جل گئے آخر سرِ محفل دونون ؎

یا خدا نزع کے دن اور ہنگامِ نشور
رحم فرمانا کہ یہ وقت ہین مشکل دونون

فیصلہ بازوکبوتر کا جو حیدر نے کیا
تھے وہ مداحِ جنابِ شہِ عادل دونون

راستہ طے جو کرین منزلِ کعبہ کا کبھی
سر سے وہ پاؤن بہت خوب ہین ایدل دونون

صاف دل ہاتھ سے جاتا ہی ترا بابِ افسون
اُنکی آنکھین جو ہوئین میرے مقابل دونون

غیر ممکن ہے کہ ہو دل کے لیے صبر و قرار
واسطے عاشقِ شیدا کے ہین مشکل دونون

عاشقِ زار کی معشوق کو پروا کب ہے
یہ کبھی متفق الحال نہین دل دونون

آسمان بھی تو طلبگار کسی شئی کا ہے
مہر و مہ ہین صفتِ کاسہ سائل دونون

تیرے تلوے کو جو دیکھینگے تو دھوکا ہوگا
قیس و فرہاد پھرینگے پسِ محمل دونون

ای مذاق اب جگر و دل نہین پہلو مین مرے
اونکی گردن مین ہین تعویذِ حمائل دونون

۵۱

چھٹا یادِ رشکِ چمن مین چمن
لگا بیٹھینگے ہم جا کے بن مین چمن

گلِ رُخ پہ سبزہ جو پیدا ہوا
لگا تیرے رُخ کے چمن مین چمن

نہ خوش آتی ہے مجکو گل کی بہار
نہ بھاتا ہے یادِ وطن مین چمن

اکھاڑا ہی اک گلرخون کا بنا
لگا ہے تری انجمن مین چمن

بنا میرا سینہ بھی اک لالہ زار
ہوا داغِ دل سے بدن مین چمن

محبت مین گل کھائے تھے اسقدر
پسِ مرگ بھی ہے کفن مین چمن

سوے دشت جاؤ جو تم گلرخو
تمھارے قدم سے ہو بن مین چمن

نہین گوندھے چوٹی مین بیلے کے پھول
لگا یا سوادِ ختن مین چمن

تری طبعِ رنگین نے بیشک مذاق
لگا یا زمینِ سخن مین چمن

۵۲

الفت ہی بلا سر سے یہ ٹلجائے تو جانین
عاشق کی طبیعت جو سنبھلجائے تو جانین

تکمیل ابھی تک نہین بیتابیِ دل کی | دم سینے سے گھبرا کے نکل جائے تو جانین

گھر غیر کا اے شعلۂ دل کیون ہے سلامت | بی آگ لگائے ہوئے جل جائے تو جانین

کس کام کی مشاطۂ پُر فن کی یہ پھبتی | زلفون کا تمھاری کبھی بل جائے تو جانین

گلگشت مین وہ گیسو و رخ یاد نہ آئین | دل سیرِ گلستان سے بہلجائے تو جانین

کرتا تو ہے وہ وعدۂ فردا اگر اے دل | اقرار سے اپنے نہ بدلجائے تو جانین

ہی مجمعِ عشاق ترے کوچے مین ایسا | کیا موج صبا آ کے نکلجائے تو جانین

اس مصحفِ رخ کو جو کبھی دیکھ لے زاہد | قابو سے ترے دل نہ نکلجائے تو جانین

کیونکر ہو شبِ وصل مذاق اپنی تسلی
ارمان ہر اک دل کا نکلجائے تو جانین

٥٣

ہجر مین خوش وصال مین خوش ہین | ہم تو ہر وقت و حال مین خوش ہین

دور ہی سے جمال دکھلا دو | ہم فقط دیکھبھال مین خوش ہین

وہ ہین گر ساغرِ بلور مین مست | ہم بھی جامِ سفال مین خوش ہین

حال پوچھو نہ ہم فقیرون کا | کیا خبر کس خیال مین خوش ہین

آپ بوسہ ندین نہون ناراض | ہم جوابِ سوال مین خوش ہین

پیارے منہ سے کبھی تو کچھ بولو | ہم تو بس بول چال مین خوش ہین

نہین شاکی ہین رنج و کلفت کے | مرضیِ ذوالجلال مین خوش ہین

توڑتے ہین شراب سے تقوے | ہم حرام و حلال مین خوش ہین

دفع کرتے نہین کدورتِ دل | آپ شاید ملال مین خوش ہین

طالبِ بوسہ ہے مذاق کا دل

جو گدا ہین سوال مین خوش ہین

۵۴ اندنون اگلی سی الفت کی نظر ہمپر نہین
وہ محبت تھی جو تجکو ہم سے اے دلبر نہین

صبر و آرام جگر بے کوچۂ دلبر نہین
کیا کرین ناچار ہین قابو ہمین دلپر نہین

تیغِ ابرو سے زیادہ کاٹ مین خنجر نہین
زخم جسکا دل کے اندر ہے نشان باہر نہین

یادِ ابرو سے کبھی فرصت ہمین دم بھر نہین
سینہ مقتل بنگیا کب دل تہِ خنجر نہین

وصل کی شب جب مین کہتا ہون کہ کوئی بوسہ دے
پھیر کر منہ ہنسکے کہتا ہی بہت خوشتر نہین

یار کا خط جلد لائے پڑھتے ہین ختمِ درود
نامہ بر کے واسطے کب ذکرِ پیغمبر نہین

سامنے بے اعتبارون کے دلا قرآن کیا
مصحفِ رخ کی قسم بھی یار کو باور نہین

ہجر مین ہے چاندنی مجکو اندہیرے سے سوا
چاند کا کالا ہو منہ جب وہ مہِ انور نہین

سامنے پیشانی و رخسار و خالِ یار کے
ماہِ کامل کچھ نہین سورج نہین اختر نہین

سرمہ دیکر آنکھہ مین بھون پر سلائی پھیر دو
اور کوئی خنجرِ ابرو کا صیقل گر نہین

یار تک پہونچائین کیونکر جانِ مضطر کی خبر
خط کبوتر لے نہین جاتا ہے پیغمبر نہین

خانہ بے رحمون کا کیون نہو تمپر ستو
سنگ دل سے سخت تر کنکر نہین پتھر نہین

آسمان پر اوڑ کے تیرِ آہ پہونچی ہشت تر
بیخطر اب طائرِ سدرہ نشین دم بھر نہین

راتدن جوشِ جنون مین ہون پریشان و خرام
گردشِ سر کب نہین کب پانو مین چکر نہین

کم ہے گھبراہٹ مجھے جوشِ خیالِ یار مین
بیخودی ایسی ہی سینے مین دلِ مضطر نہین

وحشیو نہین اپنے قاتل نے ترقی دی ہمین
بستر و سامان تو کیا تن پہ ہمارے سر نہین

رندِ مہکیش ہون حدیثون سے ڈراتے ہین عبث
حضرتِ ناصح تو کیا جب خوفِ پیغمبر نہین

نوچ ڈالینگے وہ بال و پر تجھے یہ خوف ہے
اے کبوتر کیا کرین خط کو ہمارے پر نہین

کچھ نکچھ پھر رنگ لائیگا سپہر کینہ ور
آسمان کا اسے منجم بے سبب چکر نہیں ہے

بزم رندان کیا ہوئی کیسی ہوئی کایا پلٹ
مے نہیں ساقی نہیں مینا نہیں ساغر نہیں

رند ہین یا حضرت ناصح نہ مانینگے کہا
آپ کا ارشاد تو کچھ قول پیغمبر نہیں ہے

یاد کرکے صورت رشک قمر فرقت مین آہ
نیند آتی رات بھر مجکو مہ انور نہیں

ہم تو خود ہین چاہتے ترک محبت یار سے
مانتا لیکن ہمارا یہ دل مضطر نہیں

ہوش اوڑا لیجائیگی اک جام مین ای مئے کشو
کون کہتا ہی بط بادہ کے بال و پر نہیں

خوبی اصلی اگر ہے تو تکلف ہے عبث
حسن والون کے لیے کچھ حاجت زیور نہیں

کیسے کیسے تاجدارون کے مٹے نام و نشان
جم نہیں دارا نہیں دنیا مین سکندر نہیں

ہوش اُنکے جو سکے بیہوش کرین ہم ہو گئے
یہ لب معشوق ہین ای دل لب ساغر نہیں

جو بہا قطرہ پسینے کا وہ موتی ہو گیا
اک مرصع یار تیرے جسم کا زیور نہیں

مین نہ مین پر ناتوانی سے گھلا ہون اسقدر
ماہ نو بھی مثل میرے چرخ پر لاغر نہیں ہے

یار کے لبہائے شیرین کی حلاوت دل سے پوچھ
اس مٹھائی کو پہنچتی لذت شکر نہیں

بارش اشک جنون سے بھر گئے دامان دشت
لکۂ ابر سیہ سے کم یہ چشم تر نہیں ہے

سنکے میرے شعر کہتے ہین یہ ارباب سخن ہے
اے نداق شاعری مین آپ کا ہمسر نہیں

۵۵

رات فرقت کی کسی کروٹ بسر ہوتی نہیں
کیسی شب ہی الہی جسکی سحر ہوتی نہیں

اے شب غم آہ میری کارگر ہوتی نہیں ہے
یار کو بیتابی دل کی خبر ہوتی نہیں

بے بلائے بے طلب آئے ہمارے گھر مین آہ
آہ عاشق کی مری جان بے اثر ہوتی نہیں

شوق تو کہتا ہی عرصہ کیا ہی وصل یار مین
دل کو رعب حسن سی جرأت مگر ہوتی نہیں

ان حسینون کی نزاکت کی صفت معدوم ہے
نام کو مشہور ہے ہا لیکن کمر ہوتی نہین

صبح شاید ہو طلوع صبح محشر سے مراد
بڑھتی جاتی ہی شب فرقت سحر ہوتی نہین

یاد آگر اوسکی نہین دل مین ہمارے آجکل
بند ہچکی کسلیے دو دو پہر ہوتی نہین

نالہ شبہاے فرقت عرش تک جانے لگے
اضطراب دل کی کیون اوسکو خبر ہوتی نہین

کیا ڈراتا ہی مجھے قاتل خوشی سے قتل کر
عاشقونکو تو کبھی پرواے سر ہوتی نہین

نعرہ مستانہ کرتا ہون تو ڈر جاتے ہین شیر
کونسی شی ہے کہ جو زیر و زبر ہوتی نہین

ضیق اندوہ شب ہجران سے کیونکر ہو نجات
دم نکلتا ہی نہین تن سے سحر ہوتی نہین

ہم تو مرتے ہین تری الفت مین تو ہے بیخبر
بیوفائی یار اچھی اسقدر ہوتی نہین

بی ہمارے آپ کو آگے نہ آتا تھا قرار
اب نگاہ لطف کیون مد نظر ہوتی نہین

یاد کر رکھے تھے شکوے رنج فرقت کے بہت
گفتگو کی سامنے جرات مگر ہوتی نہین

مست ہین ہم بادہ فقر و قناعت سے مذاق
کیا خبر دنیا کی جب اپنی خبر ہوتی نہین

۵۶

صبح روز ہجر ہو کر دوپہر ہوتی نہین
ہوتی ہے شام شب فرقت سحر ہوتی نہین

بیقراری ہی دھڑکتا ہے کلیجا ہجر مین
بی تمہارے تاب و تسکین جگر ہوتی نہین

وصل مین ہوتا ہی جلوہ یار کا پر ہجر مین
روشنی خانہ و دیوار و در ہوتی نہین

نالہاے نیم شب کا اب اثر جاتا رہا
کچھ دل بیتاب کی اوسکو خبر ہوتی نہین

ساقیا بی صبر مشق میکشی نے کر دیا
اب ہماری ایک بوتل مین گذر ہوتی نہین

ناتوان ہجر ہون اڑتا ہون تنکے کی طرح
عشق مین پرواز زور و بال و پر ہوتی نہین

اسقدر گرمی لپس مردن ہے دلمین اے مذاق

چادرِ تربت مری بارش سے تر ہوتی نہین

٥٧

دل مین آتا ہے بہارِ رخِ زیبا دیکھین ۔   قدرتِ خالقِ یکتا کا تماشا دیکھین ۔

دستِ رنگین جو تمھارے کبھی بوسے دیکھین   پھر خجالت سے نہ اپنا یدِ بیضا دیکھین ۔

ہمہ تن چشم نہین ہم تو سراپا دیکھین ۔   متحیر ہین کہ دو آنکھون سے کیا کیا دیکھین

جن و انسان و پری حور فرشتے غلمان   خاک ہو جائین اگر حسن تمھارا دیکھین

شام کو ماہِ رجب دیکھہ کے مانگی یہ دعا   ہر سحر آئنہ نقشِ کفِ پا دیکھین ۔

کیون نہ خواہش کرین آغوشِ لحد کی اسیجان   پہلوِ غیر مین ہم تجکو جو بیٹھا دیکھین ۔

آکے بالین پہ مرے بولے اطبا رو کر   کوئی صورت نہین بچنے کی اسے کیا دیکھین

اپنے ناوک کی ہمین بھی تو بتاؤ پہچان ۔   ہم بھی تو اپنا جگر دیکھین کلیجا دیکھین

حاجتِ مانی و بہزاد نہین ہے اے دل ۔   خود وہ کھینچ جائین جو مجھہ زار کا نقشا دیکھین

خوف ہی ہمکو شبِ وصل خوشی کے باعث   کسطرح تن مین سماتا ہے کلیجا دیکھین

ساقیا دی وہ مئے اوج رسا ہوش ربا ۔   عالمِ نشہ مین ہم عرشِ معلی دیکھین

دیکھین آتا ہی ہمین کب رخِ دلدار نظر ۔   کب تلک اوٹھتا ہی دلِ زار سے پردا دیکھین

کوے دلدار مین ہین طور کے جلوے حاصل   کسی دن آئین یہان حضرتِ موسیٰ دیکھین

منتظر ہے سفرِ پاکِ مدینے کا مذاق ۔
اپنے خادم کو بلاتے ہین کب آقا دیکھین

٥٨

غمِ احباب مین کیا نالہ و فریاد کرین ۔   ای دلِ زار کسے روئین کسے یاد کرین

گلِ خندان چمن و باغ کو آباد کرین ۔   بلبلین خانۂ صیاد مین فریاد کرین

انکھیون نشترِ مژگان نے کیا کام تمام   جستجو سے رگِ جان کسیلیے فصاد کرین ۔

نور کے سانچے مین ڈھالا ہے کسی نے تمکو
اے بتو کیا صفتِ حسن خداداد کرین

تجکو خالق نے حسینونمین ہر کرفت بخشا ہے
کیون نہ تعظیم تری حور و پریزاد کرین

محضرِ حالِ غم و درد جو عاشق لکھے
اپنی مہرین ابھی داغِ دل ناشاد کرین

صبر دے عشق مین دل کو تو زبان بند رہے
غلطی سے نہ کبھی نالہ و فریاد کرین

مہربان وہ بتِ ترسا ہو خدایا مجھپر
ہڈیان صورتِ ناقوس جو فریاد کرین

ہی خدا خالقِ برحق تو حسین ہین یہ بت
اے دلِ زار کسے بھولین کسے یاد کرین

ایک پیوند نہین جامۂ عریانی مین
کیا بیانِ صفتِ خرقۂ آزاد کرین

سنگدل سخت جگر ہے نہ سُنیگا صیاد
لاکھ مرغانِ قفس نالہ و فریاد کرین

جسم خاکی نہو برباد غمِ فرقت سے
خانۂ تن کو ہمارے جو وہ آباد کرین

دیکھینگے بیڑیان پہنے ہوے وحشت مین جمال
قید خانے سے ہمین آپ نہ آزاد کرین

مین کبھی نام نہ لون نامہ و پیغام تو کیا
اسطرح اونکو بھلاؤن کہ بہت یاد کرین

ہی ضعیفانِ جنون کے لیے کافی اک تار
بیڑیان پاؤن کی طیار نہ حداد کرین

زندگانی کے مزے جتنے تھے سب بھول گیے
کیون جوانی کو نہ پیری مین دلا یاد کرین

کبھی شکوہ نکرین تیری جفاکاری کا
کبھی اُف منہ سے نہ ہم اے ستم ایجاد کرین

عرض کرتے ہین کہ اب دیجیے بوسہ ہمکو
آپ کے دلمین جو کچھ آئے وہ ارشاد کرین

آہِ پرسوز نہ کھینچینگے اسیرانِ قفس
کیونکر آتش زنیِ خانۂ صیاد کرین

ای حسین آگے ترے حضرتِ یوسف کیا ہین
لاکھ اگر ایسے غلام آئین تو آزاد کرین

کھینچے لیتے ہین تصور مین ہم اونکی تصویر
کھد و تکلیف نہ اب مانی و بہزاد کرین

حج کعبہ ہو مدینے کو پہونچ جائے مذاق

یا رسولِ عربی آپ جو امداد کرین

۵۹
فصلِ گل ہے تو باغ مین سارنگیان بجنے لگین
قیدیِ الفت بہ سرِ بیڑیان بجنے لگین

میرے گھر آنیکی نوبت آئی جب ای شمع رو
شب ہوئی پرنور روشن چوکیان بجنے لگین

خوف سے اغیار کے عاشق کا دل تھرا گیا
جب ہم آغوشی مین اونکی چوڑیان بجنے لگین

بید مجنون کو جو دیکھا باغ مین گل ہنس پڑے
برگِ اشجارِ چمن کی تالیان بجنے لگین

نالۂ پرسوزِ بلبل مین اثر پیدا ہوا
تار کی صورت قفس کی تیلیان بجنے لگین

مر گئے ہم اوس بتِ کافر کی الفت مین مذاق
جانے نا قوس اب ہماری ہڈیان بجنے لگین

۶۰
کسی نے جو دل مین چھپایا تمھین
تو اغیار نے پھر چھپایا تمھین

مقابل تمھارا کہین کسکو ہم
خدا ہی نے یکتا بنایا تمھین

عبث دیر و مسجد مین ڈھونڈا کیے
نظر کی تو دل ہی مین پایا تمھین

۶۱
کہا جو مینے شبِ ہجر دل فگار ہون مین
تو رو کے دل بھی یہ بولا کہ جان نثار ہون مین

جو مینے پایا لحد مین مقام مرنے پر
تو بیکسی نے کہا چادرِ مزار ہون مین

بنے ہین دانۂ تسبیح میری مٹی سے
ہزار شکر کہ اب قابلِ شمار ہون مین

جو تم ہو آئینۂ حسن جلوۂ قدرت
زمین حسرتِ دیدار کا غبار ہون مین

ہمارے جب دلِ صد پارہ کی تپش دیکھی
تڑپ کے بول اوٹھا سیماب بیقرار ہون مین

بنین جو آہوِ چین چشمہاے سحر آمیز
تو زلف نے بھی کہا نافۂ تتار ہون مین

نظر کیطرح ان آنکھون نہین کیون جگہ نہ کرون
تمھارے دیدۂ مخمور کا خمار ہون مین

وہ ناتوان ہون کہ اوٹھکر زمین پہ بیٹھ گیا
تمھارے کوے فلک رتبہ کا غبار ہون مین

بروزِ حشر جو پاے ترے کرم کا مزا ؎
تو بیگناہ بھی کہدے گناہگار ہون مین

جو دیکھے رحمتِ خالق تو معصیت شرمائے
گناہ آپ پکارے گناہگار ہون نہین

جو مین ہون بندۂ ناچیز تو ہے مستغنی
کریم تو ہے جو تیرا گناہگار ہون مین ؎

خدا کی رحمتِ واسع کو دیکھ اے زاہد
بلا سے تیری بتون کا گناہگار ہون مین ؎

بنا ہی ہر بُنِ مو شوقِ دید مین آنکھین ؎
کسی طرف ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

مذاق ایزدِ باری تو ہے کریم و رحیم
اگرچہ روزِ ازل سے گناہگار ہون مین ؎

62 جب سے آئی ہی خزان باغ مین صیاد نہین
ہاے وہ گل نہین وہ بلبلِ ناشاد نہین

دل کے لینے کا اوسنے جو گلا کرتا ہون
بھولے بنجاتے ہین کہتے ہین ہمین یاد نہین

ظلم اوس بت کے سہے اور کبھی اُف بھی نہ کی
ایک تصویر ہون لب پر مرے فریاد نہین

محبسِ عشق سے چھٹنا نہین ممکن ہے مذاق
مین وہ قیدی ہون کہ جسکی کوئی میعاد نہین ؎

63 مزا ملنے کا کیا ہی جب نہین وہ دل سے ملتے ہین
جو عیدون مین بھی ملتے ہین تو کس مشکل سے ملتے ہین

نہین جھڑتی ہین افشان مانگ سے اس روے روشن پر
ستارے ٹوٹ کر اے دل مہ کامل سے ملتے ہین ؎

خلوصِ قلب لازم ہے عبادت مین محبت مین
وہی مقبول ہوتے ہین جو ہر دم دل سے ملتے ہین

ہماری قدر کیا دل ہی نہین جب صاحبِ عرفان
جو قسمت سے وہ ملتے ہین تو صاحبدل سے ملتے ہین

ہماری کشتیِ اعمال کا ہے ناخدا ایسا ؎
ابھی ہم پار ہوتے ہین ابھی ساحل سے ملتے ہین

گلے ملتا ہی ظالم عیدِ قربان کو جو غیرون سے
گلوے عاشقان بھی خنجرِ قاتل سے ملتے ہین ؎

اسیکا ہمکو رونا ہی اسی کا رنج ہے ہمکو
وہ دلداری نہین کرتے ہین گو ہم دل سے ملتے ہین

نہ دینگے ہم بھی دل بوسہ جو تم ہمکو نہین دیتے
جو صاحبدل ہین دنیا مین وہ دریا دل سے ملتے ہین

بجا دعوی یکتائی تمھین ہی اسے بتو لیکن
وفاداران الفت بھی بہت مشکل سے ملتے ہین

شبیہ نام تو ممکن نہین کیونکر بتاؤن مین
مگر عارض تمھارے کچھہ مہ کامل سے ملتے ہین

بہت دشوار ہوتا ہی پر عنقا کا ہاتھہ آنا
میان یار کے مضمون بہت مشکل سے ملتے ہین

بجور فکر مین کرتے ہین غواصی مذاق اکثر
گہرہاے سخن لیکن بہت مشکل سے ملتے ہین

ردیف واو

٦٤
آنسو جاری رہنے دو
آنکھہ سے دریا بہنے دو

پاؤن مین بیڑی طوق گلے مین
پہنے ہمنے گہنے دو

شیدا ہون اک مہر لقا کا
دھوپ کی ایذا سہنے دو

کاٹتے ہو کیون بات ہماری
کچھہ تو ہمکو کہنے دو

وصل کا نام سنا تو بولے
کل پر اسکو رہنے دو

گیسو شانون پر نہین اونکے
سانپ ہین بائین رہنے دو

بولو تم نہ مذاق حسنین سے
اسکو چپکا رہنے دو

٦٥
غزل کا مطلع رخشان درخشان ہو تو ایسا ہو
نہ نکلے مہر خجلت سے پشیمان ہو تو ایسا ہو

ہماری داغ دل لاکھون ہین روشن شمع کی صورت
شب اندوہ عاشق کا چراغان ہو تو ایسا ہو

٦٩
جب سے صحراے محبت کی ہوا کھائی ہے | رات دن مشغلہ بادیہ پیمائی ہے
جی مین آتا ہے کہ مرجاؤن قفس مین صیاد | جب یہ سنتا ہون کہ گلشن مین بہار آئی ہے
اُسطرف ساری خدائی ہے ادہر مین تنہا | مور سے اور سلیمان سے صف آرائی ہے
مہندی تو نے جو ملی خون ہوے لاکھون کے | تیرے ہاتھون مین نیا رنگ حنا لائی ہے
مینے اوسنے جو کبھی حال دلِ زار کہا | ہنس کے فرمایا کہ دیوانہ ہے سودائی ہے

عشقِ بے سود بتان چھوڑ دو باز آؤ مذاق
کوئی حاصل نہین سو طرح کی رسوائی ہے

٧٠
شبِ فرقت کہ نالون سے نہ کیون جانِ حزین نکلے | کہ جسکو سُنکے ہر دم تن سے روحِ سامعین نکلے
پئے زیور صدف سے اے پری دُرِ ثمین نکلے | تمہارا نام ایسا ہے کہ معدن سے نگین نکلے
تمہارے قول کا البتہ جب مجکو یقین آئے | اگر کُچھ بھی تمناے دلِ اندوہ گین نکلے
نصیحت تو بہت کرتے ہو ہمکو حضرتِ ناصح | کبھی تم کو پتہ معشوق سے شاید نہین نکلے
نکلجاے نہ کیونکر جان میری جامۂ تن سے | مرا ترکِ ستمگر جب چڑہا کر آستین نکلے
شبِ فرقت مین ہمکو خوف ہے نالہ کرین کیونکر | فلک جلجاے سینے سے جو آہِ آتشین نکلے
پونہچکر گور کی منزل سے جا پونہچے فلک پر سب | عدم کے جانیوالے سب کہین تھے اور کہین نکلے
نقابِ زلف جب اوٹھی ہوا پیدا رخِ زیبا | شبِ یلدا مین جس انداز سے ماہِ مبین نکلے
وصالِ یار کی ہے آرزو عہدِ جوانی سے | ضعیفی آگئی پر حوصلے دل کے نہین نکلے
گمانِ جنتِ فردوس ہو ہم خاکسارونکو | جو اِس ویرانے سے ہو کر وہ رشکِ حورِ عین نکلے
ہوا جب نشہ بادہ تو بیت اللہ مین پونہچے | زہے دریاے رحمت ہم کہین ڈوبے کہین نکلے
ہوئی جب فصد لیلی کی تو نکلا خون مجنون کا | تعجب ہے کہین کا مادہ ہو کر کہین نکلے

حکایاتِ غمِ ہجران کرون او بیان سنیے اے دل
جو کچھ بھی منہ سے پیشِ دلربا ے نازنین نکلے

محبت کا اثر سم ہو گیا اب دل کو ڈستے ہین
تمھارے گیسوِ پیچان تو مارِ آستین نکلے

قیامت ہی شبِ امید مین یاسِ دلِ عاشق
غضب ہے ہر سخن مین آپکے منہ سے نہین نکلے

زمین پر پیارے وہ تھوکین تو کانِ لعل پیدا ہو
لبِ شیرین سے وہ کُلّی کرین تو انگبین نکلے

کسی کے میان سے اسطرح تیغِ خونفشان نکلی
کہ جس ڈھب سے عروسِ مہوشِ حجلہ نشین نکلے

رہائی قیدِ ہستی سے تو ہو سکتی ہے عاشق کی
نہین ممکن اسیرِ دامِ زلفِ عنبرین نکلے

کلیسا مین حرم مین ہمنے دیکھا ایک ہی جلوہ
جہان دیکھا تمھین مطلوب ہر طالب تمھین نکلے

تمنا ہی مذاقِ ناتوان کی تلخکامی مین
تمھارے آستان پر دم مرا یا شاہِ دین نکلے

۱۷

بت کو دعواے خدائی دیکھیے
انکی شانِ کبریائی دیکھیے

ہم سے اونکا رازِ دل چھپتا نہین
دیدہ دل کی صفائی دیکھیے

گھس کے کاغذ ہو گیا اب سنگِ در
آپ میری جبہ سائی دیکھیے

ایک وعدہ بھی وفا ہوتا نہین
آپ اپنی بے وفائی دیکھیے

غیرِ حسرت اب ادھر کوئی نہین
اوس طرف ساری خدائی دیکھیے

ہمنے چکھا یار کے منہ کا اوگال
دشمنون نے منہ کی کھائی دیکھیے

گر یدِ بیضا نہ دیکھا ہو کبھی
جانبِ دستِ حنائی دیکھیے

بارِ خنجر اوٹھ سکے گا کس طرح
پہلے آپ اپنی کلائی دیکھیے

چڑھ گیا بے خوف سر پر آپ کے
مارِ گیسو کی رسائی دیکھیے

رنگ لائی وہ نہ آنے کے لیے
پاؤن مین مہندی لگائی دیکھیے

حال سوز دل جو عاشق سے سُنا — چھٹ گئی مُنہ پر ہوائی دیکھیے

ہم سے اور اوس کمینہ جو سے اے مذاق
ہوتی ہے کبتک صفائی دیکھیے

نہ صبح حشر نہ روز شمار باقی ہے — جگر مین داغ شب انتظار باقی ہے
میان وصل ابھی شرم یار باقی ہے — بہت قلیل شب اے کردگار باقی ہے
لکھا تھا وصل کا وعدہ پر ابتک آئے نہین — ابھی تو درد دل بیقرار باقی ہے
خزان نے خاک اوڑائی گئے بہار کے دن — چمن مین اک خلش نوک خار باقی ہے
یہ بار بار سوے در جو دیکھتے ہو تم — کسی کا اور بھی کیا انتظار باقی ہے
ہزار ون وعدے تمھارے خلاف دیکھ لیے — اب ایک وعدہ روز شمار باقی ہے
تمام شب کہین جاگے ہو اور پی ہی شراب — تمھاری آنکھو نمین ابتک خمار باقی ہے
گھر اپنے جاوگے کیونکر تم اس اندھیرے مین — ابھی بہت شب پر خوف و تار باقی ہے
پس فنا جو اوگی میری خاک سے نرگس — ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے
کمند زلف ہے کیون چھوٹی اے کمان ابرو — کسی کے طائر دل کا شکار باقی ہے
مزے ہین عیش ہے راحت ہے عمر بھر کے لیے — اگر یونہین نظر لطف یار باقی ہے
جفا سے قتل کرو چاہے سرفراز کرو — تمھارا ایک یہی جان نثار باقی ہے
کبھی تو اون سے بر آئیگا مدعا اے دل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے

خزان کا خوف نہین اے مذاق رنگین طبع
ہمیشہ باغ سخن کی بہار باقی ہے

اوس شمع رو سے لو ہے برابر لگی ہوئی — ایدل ہے آگ سینے کے اندر لگی ہوئی

طوفانِ نوح آئیگا اللہ کی پناہ — اشکون کی ہے جھڑی جو برابر لگی ہوئی
خط کا جواب لے کے نہین آیا آج تک — میری نظر ہے سوے کبوتر لگی ہوئی
اوڑکر رقیب جائیگا اب اسے پری کہان — چیونٹی نہ کوئی زندہ رہے پر لگی ہوئی
یوسف سے ہین زیادہ خریدار آپ کے — اک بھیڑ ہے حضور کے در پر لگی ہوئی
کیا آتشِ فراق کی سوزش بیان کرون — اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی
جاتی ہے جان یادِ فقرہ کی کھٹک سے ہاے — گویا چھُری کی نوک ہے دل پر لگی ہوئی
ہم وہ فقیرِ عشق ہین بستر زمین ہے — چھتری ہے آسمان کی سر پر لگی ہوئی
اے سیلِ اشک آج چھڑکنے کا وقت ہے — ٹٹی ہے خس کی یار کے در پر لگی ہوئی
دل سے ہے دل کو راہ تو اے جانجان بھلا — تم سے کہینگے ہم کبھی کیونکر لگی ہوئی
صدمہ اوٹھاؤن مین جو دمِ ذبح غم نہین — رکھّے نہ کوئی رگ ترا خنجر لگی ہوئی

امید ہے بلندیِ رتبہ کی اے مذاق
سیڑھی ہے دل کی عرشِ خدا پر لگی ہوئی

۶۴

کسی بُت کے ہم مبتلا ہو گئے — عدو بندگانِ خدا ہو گئے
رہا ہو کے تیغِ کفِ ظلم سے — اوڑے ہم تو رنگِ حنا ہو گئے
سبب کچھ نہ معلوم ہمکو ہوا — شبِ وصل کیون وہ خفا ہو گئے
الٰہی یہ کیسا ہوا انقلاب — کہ دشمن مرے آشنا ہو گئے
مرے آگے اونکا لہو تھا سفید — سیہ پوش بعدِ فنا ہو گئے
جو کی گور پامال اچھا کیا — عیان خاک پر نقشِ پا ہو گئے
شبِ وصل اونکو ہوا کیا خیال — کہ پہلو سے میرے جدا ہو گئے

ہدف پر نہ پونہچا مذاق ایک بھی
خطا کیش تیرِ دعا ہو گئے ٭

۵،
بیقدر سرو ہی قدِ رعنا کے سامنے
شمشاد کیا ہی قامتِ زیبا کے سامنے

مر جاؤن مین بلا سے وہین جا کے سامنے
لیجاؤ مجھکو میرے مسیحا کے سامنے

کرتے ہین سجدے اُس بتِ ترسا کے سامنے
بیٹھے ہین آ کے شیخ کلیسا کے سامنے

کیونکر برآئے آرزوِ دل شبِ وصال ٭
چلتی نہین ہے وعدۂ فردا کے سامنے

ذرے کو آفتاب کے آگے فروغ کیا
بیقدر ہے طبیبِ مسیحا کے سامنے ٭

اقرارِ وصل کرکے مکرتے ہو اسگھڑی ٭
کیون جھوٹ بولتے ہو قسم کھا کے سامنے

طوفان نوح دیدۂ تر سے ہے منفعل ٭
قطرے کو آبرو نہین دریا کے سامنے

ذرہ ہی آفتاب رُخِ یار کے حضور
میلا ہی چاند روے مصفا کے سامنے

ہونگے بہانے کل کی طرح صبح و شام
پھر ہونگے آج وعدۂ فردا کے سامنے

فرہاد و قیس نام کو مشہور ہو گئے
کیا رتبہ تیرے عاشقِ شیدا کے سامنے

عشاق خاک چومتے ہین رکھتے ہین جبین
گھستے ہین ناک نقشِ کفِ پا کے سامنے

آنکھو مین اپنی ہی جو سمایا وہ رشکِ حور
تصویر پھرتی ہے دلِ بینا کے سامنے

ہی آسرا شفاعتِ احمد کا روزِ حشر ٭
پڑھتا درود جاؤنگا مولا کے سامنے

یہ جذبِ عشق تھا کہ ہوا کاروان کا ساتھ
یوسف کنوئین سے پونہچے زلیخا کے سامنے

جا کر کہونگا روضۂ شبیر پر مذاق ٭
حاضر ہوا غلام یہ آقا کے سامنے ٭

۶،
ادا سے کبھی اک نظر دیکھتے
نہ سنتے شکایت اگر دیکھتے ٭

شب و روز ہین سوے در دیکھتے
خط آتا تو اے نامہ بر دیکھتے

کبھی بھولے سے آپ اے جانِ جان
بچشمِ عنایت ادھر دیکھتے

چھٹے نالۂ آتشین سے انار
تماشا رہے رات بھر دیکھتے

بھری ہوتی ہمسے اگر چشمِ یار
تو عالم کو زیر و زبر دیکھتے

شبِ وعدہ آئے نہ آپ اے حضور
رہے راہ ہم تا سحر دیکھتے

نظر چاہیے دیکھنے کو تمھین
کن آنکھون سے شمس و قمر دیکھتے

الٰہی یہ اندھیر کیسا ہوا
دعا مین نہین ہم اثر دیکھتے

شبِ ہجر کا کیا کرون مین بیان
کٹی رات دیوار و در دیکھتے

نظر مین سمائی ہے صورت تری
تجھے پاتے ہین ہاین جدہر دیکھتے

نہ ساون برستا نہ بھادون کبھی
اگر وہ مری چشمِ تر دیکھتے

سمجھتے اوسے تارِ نورِ نگاہ
اگر ہم تمھاری کمر دیکھتے

خدا کا نہوتا جو خوف اے بتو
تمھین دل سے ہم اک نظر دیکھتے

ناحق تم آنکھ ہم سے کبھی
تمھین بد نظر سے اگر دیکھتے

ترا حسن ایسا ہے رشکِ پری
کہ رہجاتے ہین جن و بشر دیکھتے

تمنا ہے اب تو یہی اے مذاق
درِ پاکِ خیر البشر دیکھتے

کیا تجھے درکار ہی اے ماہِ پیکر چاندنی
آسمان سے آئی ہے فرشِ زمین پر چاندنی

خط مرا بھیجا ابھی اور صبح تک لا دے جواب
رات بھر کی آج تو ہے اے کبوتر چاندنی

دُو تمھارے آج بد تر ہی شبِ مہ کی بہار
دل مین چبھتی ہے ہمارے مثلِ نشتر چاندنی

آپکا فرش مکلف یون بچھا ہے رات کو
دوہری تہری چاندنی ہے اور اوسپر چاندنی

دیکھکر صورت تری آئے گل شب مہتاب مین
داغ کھائیگا قمر ہوگی مکدر چاندنی

اسقدر طی کی مسافت اشتیاق دید مین
آسمان پر سے اوتر آئی زمین پر چاندنی

فیضیاب نور تجھ سے سب ہوا ہے ماہرو
جلوہ عارض نے پھیلائی ہے گھر گھر چاندنی

یاد مین ابرو جانان کی شب فرقت مین آہ
قتل کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی

لو سے بدتر ہی شب فرقت مین یہ ٹھنڈی ہوا
ہی مثال تابش خورشید محشر چاندنی

پرتو حسن صنم سے پارہ پارہ ہے جگر
کام کر جاتی ہے خنجر کا کتان پر چاندنی

سیر کو آئیگا وہ مہر و شب مہتاب مین
چاندنی بنتیان بچھائیگی زمین پر چاندنی

اسقدر الفت ہی بستر سے تمھارے چاند کو
مل گئی چادر سے مثل شیر و شکر چاندنی

عاشق صادق کو نے اوس ماہ وش کے اے **مذاق**
ہجر کی شب مین پسندیدہ ہو کیونکر چاندنی

٧٨

تمھارا ہاتھ جو مہندی سے لال ہوتا ہے
چھری سے عاشق شیدا حلال ہوتا ہے

برنگ لعل تمھارا او گال ہوتا ہے
جگر بسیج کے پتھر کا لال ہوتا ہے

کمال کسکو رہا ہے ہمیشہ دنیا مین
کہ گھٹ کے بدر بھی آخر ہلال ہوتا ہے

جھکا ہی عاشق ابرو کا یون تن لاغر
کہ جسطرح شب اول ہلال ہوتا ہے

لگا کے پاؤن مین مہندی عیش نکلتے ہو
کہ روز ایک نہ اک پائمال ہوتا ہے

بڑھی نہ رونے سے کیون رنگ سرخی داغ جگر
کہ برشگال مین سرخ اور لال ہوتا ہے

بتو یہ حسن تمھین چار دن کی چاندنی ہے
کہ ماہ چاردہم کو زوال ہوتا ہے

الٰہی دیکھیے کبتک یہ آرزو بر آئے
کب اوس پری کو ہمارا خیال ہوتا ہے

ہوئی مروت و الفت جہان سے معدوم
کہ قحطِ دانہ دمِ خشک سال ہوتا ہے

حسین کو کام نہین زیورِ مرصع سے ۔
گہر پسینے سے ہونٹون سے لال ہوتا ہے

ہر ایک عاشقِ مضطر کا دل پھنساتی ہے
گناہ زلف سے یہ بال بال ہوتا ہے

عروجِ ماہ بھی ہے ناپسند گردون کو
پسِ دو ہفتہ اسے کبھی زوال ہوتا ہے

یہان تو آٹھ پہر یاد ہے اوسی کی صبا
کبھی کچھ اوسکو بھی میرا خیال ہوتا ہے

پلا دے آخری اک جام مجکو اے ساقی
کہ ختم دورۂ پرتگال ہوتا ہے ۔

مری غزل کو وہ سن سنکے کہتے ہین یہ مذاق
کہ اب کلام ترا بے مثال ہوتا ہے ۔

۶۹

مزاج آپ کا برہم شبِ وصال مین ہے
مری مراد کا نقصان اس ملال مین ہے

گھڑی گھڑی یہ غضب کیون شبِ وصال مین ہے
طبیعت آپکی کیون آج اشتعال مین ہے

جو کچھ ہوا سو ہوا۔ آؤ اب گلے مل جاؤ
تمھین بتاؤ کہ کیا لطف اس ملال مین ہے

چمک کو دیکھ کے کہتا ہون تیغِ ابرو کی ۔
فروغِ بدرِ درخشان مگر ہلال مین ہے

ضرور باغ مین آئیگا کوئی جادو چشم
کہ آج نرگسِ شہلا بھی دیکھ بھال مین ہے

چھوڑا ہے مرہمِ زخمِ جگر کو اسے جراح
تامل آپ مجھے اسکے اندمال مین ہے

تمھارے ہونٹون کی سرخی کا واہ کیا کہنا
عقیق مین نہ یہ رنگت نہ ایسی لال مین ہے

ڈسے نہ کیسے عاشق کا دل یہ زلفِ سیاہ
شرارت افعیِ موذی کے بال بال مین ہے

نہین ہے خطِ رخِ یار بے سبب اے دل ۔
لکھا یہ نسخۂ تسخیر اندر جال مین ہے ۔

جو وصل مین نہین راضی ہو منہ سے تو بولو
مزا طبیعتِ عاشق کو بول چال مین ہے

تمھاری آنکھ سے تشبیہ کیا ہے نرگس کو ۔
نہ شوخی ایسی کبھی دیدۂ غزال مین ہے

نہین ہی خالِ سیہ زیرِ زلف رُخ پہ ترے
فریب دانہ پئے مرغِ دل یہ جال مین ہے

مریضِ عشق کو معجون و نوشدارو ہے
جنون مزاج کی صحت ترے اوگال مین ہے

مذاق بدر مین تنویر روے یار کہان
نہ شانِ ابروے جانان خمِ ہلال مین ہے

٨٠
الفتِ زلفِ بتِ بے پیر آدھی رہ گئی
بارے ابتو بوجھہ مین زنجیر آدھی رہ گئی

حسرتِ دیدارِ جانان مین ہوا یہ حالِ زار
روتے روتے آنکھہ کی تنویر آدھی رہ گئی

سبزۂ خط نصف عارض پر ترے آیا نکل
لکھنے سے قرآن کی تفسیر آدھی رہ گئی

رات ہی کو بانگ دی اس مرغِ بے ہنگام نے
آرزوے عاشقِ دلگیر آدھی رہ گئی

تیز ہی اللہ اکبر کس قدر قاتل کی تیغ
کٹ گیا حلقوم سب تکبیر آدھی رہ گئی

فوجِ خط نے لوٹ لی آدھی متاعِ روے یار
بعدِ غارت حسن کی جاگیر آدھی رہ گئی

مان لے کہنا خدا کے واسطے حجت نکر
رات ابتو اے بتِ بے پیر آدھی رہ گئی

مین نہ کہتا تھا مصور کھل رہا ہے جسمِ زار
جلد گو کھینچی مگر تصویر آدھی رہ گئی

نصف ہی پھر کے اولٹ دی اُس پریرو نے نقاب
عارضِ خورشید مین تنویر آدھی رہ گئی

جا کے آدھی دور سے پھر آئے یہ کس واسطے
کیا مرے نالو مین اب تاثیر آدھی رہ گئی

جوششِ وحشت سے صحرا مین پھرا ایسا مذاق
گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی

٨١
خوش نہین یار ایخدا میرے
غم سے ہون زار ایخدا میرے

بد ہین اطوار ایخدا میرے
تو ہی ستار اے خدا میرے

تو تو پتھر کو موم کرتا ہے
بت ہین بیزار ایخدا میرے

تن لاغر کو ناتوانی مین ؎ | بال ہے بار ایخدا میرے
چھان ڈالے ہین ہمنے وحشت مین | دشت و کہسار ایخدا میرے
کیون ٹھہرتا نہین کسی پہلو ؎ | یہ دل زار ایخدا میرے
عفو کردے مرے گناہون کو ؎ | ہون گنہگار ایخدا میرے
وصل کے نام سے بگڑتے ہین ؎ | کیون وہ ہر بار ایخدا میرے
ابتو وہ بیٹھنے نہین دیتے ؎ | زیر دیوار ایخدا میرے ؎
اسطرف تو ہے وصل مین اصرار | اودھر انکار ایخدا میرے
لیچلی ہی مجھے یہ وحشت دل ؎ | سوے کہسار ایخدا میرے
تنگ آیا ہون زندگانی سے ؎ | نہ ملا یار ایخدا میرے
آنکھین مشتاق ہین دکھا دے آج | جلوۂ یار ایخدا میرے
نوک تیر مژہ سے چھلنی ہے ؎ | یہ دل زار ایخدا میرے
اب مکرتا ہی وصل سے وہ شوخ | کرکے اقرار ایخدا میرے
کر عطا مجکو خلد کے بدلے ؎ | کوچۂ یار ایخدا میرے

پر معاصی سے ہے یہ فداے حزین ؎
تو ہے غفار ایخدا میرے ؎

کیون دل پر اپنے صدمہ و ایذا اوٹھائیے | ۶۲ کبتک یہ ناز خاطر والا اوٹھائیے
سوداے زلف سانپ لٹاتا ہے آجکل | سینے سے میرے آپ یہ کالا اوٹھائیے
رنج و مصیبت و قلق و درد و اضطراب | صدمے فراق یار مین کیا کیا اوٹھائیے
بس انتہا ہے شرم مری جان ہو چکی | چہرے سے اپنے آپ دوپٹا اوٹھائیے

باوصفِ ناتوانی و کمزوریٔ بدن — خواہش ہے تا کو دمین قدِ بالا اوٹھائیے

سورج نقابِ ابر مین پوشیدہ ہو ابھی — رخ سے حضور اپنے جو پردا اوٹھائیے

قبضہ پکڑکے تیغ کا دہمکی نہ دیجیے — دیکھین تو کیونکر اوٹھتی ہے اچھا اوٹھائیے

کھا کھا کے پان غیر کے ہاتھون سے اے حضور — ناحق نہ میرے قتل کا بیڑا اوٹھائیے

ہم خود ہی اوٹھے جاتے ہین گالی نہ دیجیے — کوچے سے اپنے کرکے نہ رسوا اوٹھائیے

غیرون سے ہنستے دیکھہ لیا ہے اے حضور — قرآن بار بار نہ بیجا اوٹھائیے

غیرون سے دیدہ بازیان ہوتی ہین صبح و شام — میری طرف بھی آنکھہ خدارا اوٹھائیے

رفتارِ ناز ہے تو خیر اپنی لیجیے — اولجھے کہین نہ پاؤن۔ دوپٹا اوٹھائیے

بستر سے جسمِ زار کا اوٹھنا محال ہے — ممکن نہین کہ خاک سے ذرّا اوٹھائیے

اوکتا گیا ہے دل بہت اے حضرتِ مذاق
چلیے بھی میکدے کو۔ پیالا اوٹھائیے

٨٣

سالکانِ رہِ دلدار ہین بانکے ترچھے — اوس ستمگر کے طلبگار ہین بانکے ترچھے

غیرتِ حور و پری رشکِ چمن جانِ جہان — آپ لاکھون مین طرحدار ہین بانکے ترچھے

خانۂ یار کا اے دل ہی ارادہ بیکار — پاسبانِ درِ دلدار ہین بانکے ترچھے

اے دلِ زار عبث شیفتہ و مائل ہے — یہ تو آفت کے ستمگار ہین بانکے ترچھے

کچھ کشیدہ نظر آتے ہین خدا خیر کرے — آج پھر ابروِ خمدار ہین بانکے ترچھے

کیون نہ دل چھین لے وہ ایک ادا ہین سبکا — غمزہ ہاے نگہِ یار ہین بانکے ترچھے

شیر دل ہین تری الفت مین مثالِ روباہ — دامِ گیسو مین گرفتار ہین بانکے ترچھے

نقدِ جان دینے کو طیار ہین خوبانِ جہان — میرے یوسف کے خریدار ہین بانکے ترچھے

ترے سودائے محبت کا لگا ہے بازار | بیچتے دل سر بازار ہین بانکے ترچھے

جوہر تیغ زبان کو تری تحسین ہے مذاق
تو ہے بانکا ترے اشعار ہین بانکے ترچھے

۸۴

خاطر عاشقان زبانی کی | کبھی دل سے نہ مہربانی کی
ہجر مین نیند تو نہ آئیگی ؎ | خوب تمنے کہی کہانی کی ؎
جب سے صورت دکھائی پیری نے | شکل دیکھی نہ پھر جوانی کی
میری طبع رسا بھی دریا ہے | انتہا کب ہوئی روانی کی ؎
داغ غم دیگئے وہ جاتے وقت | اچھی ٹھہری مگر نشانی کی
زلف بھیگی ہوئی نچوڑی جب | ابر نیسان نے دُرفشانی کی ؎
درہم داغ عشق ہین محفوظ | دیدۂ دل نے پاسبانی کی
عشق ظاہر کیا تو وہ بولے | تم پہ سودا نے مہربانی کی
جی مین آتا ہے کربلا چلیے ؎ | کیا ہے اُمید زندگانی کی ؎
چشم دل سے جو پردہ اوٹھ جاتا | ایک چلتی نہ لن ترانی کی ؎
معتبر سمجھے غیر کے اقوال ؎ | میری جانب سے بدگمانی کی ؎
روز دو چار قتل ہوتے ہین | خو نہ جائیگی خونفشانی کی ؎
گھل گئے غم سے مانی و بہزاد | نہ کھچی شکل ناتوانی کی ؎
کچھ تمنا نہین ضعیفی مین ؎ | آرزو ہے مگر جوانی کی ؎
دل دیا نذر کر چکے ایمان ؎ | حیف تو نے نہ قدر دانی کی
کھینچتا کیا وہ یار کی تصویر ؎ | عقل برجا رہی نہ مانی کی

اے مذاق آفریں طبیعت کو ٹہ
تمنے کیا خوب شعرخوانی کی ٹہ

٨٥

روٹھے دلبر کو منانا کوئی ہمسے سیکھ جائے / بگڑی باتون کو بنانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
قصے کہہ کہہ کر مخاطب اوسکو ہمنے کرلیا / یار کو قابو مین لانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جب کبھی وعدہ خلافی کی شکایت ہمنے کی / ہنسکے فرمایا بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
آہ سے فرقت لگی ہے خونِ جسمِ زار مین / آگ پانی مین لگانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خوابِ چشمِ پاسبان ہوکر گئے ہم رات کو / یار کے گھر چھپ کے جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
مل کے مسّی لب پہ اپنے یہ کہا اوس شوخ نے / لعل کو نیلم بنانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
رام کرنا مارِ گیسو کا کم از جادو نہین / ناگنون کو سر چڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
گور کو ٹھکرا کے کہتا ہی وہ قاتل ناز سے / اپنے کشتے کو جلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

دفترِ دردِ محبت ہے ہمارا دل مذاق ٹہ
عشق و الفت کا فسانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

٨٦

مجرم کو بیخطا دمِ محشر بنائینگے ٹہ / کوئی تو بات امام و پیمبر بنائینگے ٹہ
دنیا مین خشت و سنگ سے جو گھر بنائینگے / مرجائینگے تو خاک کا بستر بنائینگے ٹہ
جو سیم و زر سے آج یہان گھر بنائینگے / وہ مرکے خاکِ گور کا بستر بنائینگے ٹہ
ای سوزِ غم جگر کو ہم اخگر بنائینگے / دل کو جلا جلا کے سمندر بنائینگے ٹہ
جب ہم ترے اوگال کو شکر بنائینگے / دونون لبون کو قندِ مکرر بنائینگے
قاصد نہین بلا سے کبوتر نہین تو کیا / دل کی تڑپ کو اپنا پیمبر بنائینگے ٹہ
عاشق کے دل پہ لوٹین گے مارِ سیاہ غم / جب وہ نکھر کے زلفِ معنبر بنائینگے ٹہ

پتھر سے بھی زیادہ ترا دل تو سخت ہے
ہم آہ کرکے کیا بُتِ خود سر بنائینگے

لیجائینگے ملائکہ خورشید کو کدھر
کس یادوست کی بزم کا ساغر بنائینگے

ہاتھ آئے نقشِ پائے حبیبِ خدا اگر
ہم اوسکو اپنی لوحِ مقدر بنائینگے

آ دینے تو دے بہار کے ایام ساقیا
شیشون کو توڑ توڑ کے ساغر بنائینگے

قاصد کی فکر اور غمِ نامہ بر نہین
ہم اپنے مرغِ دل کو کبوتر بنائینگے

اونکی گلی پسند ہے مدفن کے واسطے
ہم بھی وہین رہینگے وہین گھر بنائینگے

منہ سے نہ اُف کرینگے جفائین اُٹھا کے ہم
سہ سہ کے ظلم تمکو ستمگر بنائینگے

رہنا تو ہی میانِ لحد ہمکو حشر تک
دو دن کے واسطے نہ یہان گھر بنائینگے

مضمونِ ناتوانیِ عاشق لکھینگے ہم
رگہائے جسمِ زار سے مسطر بنائینگے

مدِ نظر ہوا ہے اونھین قتلِ عاشقان
ابرو کو اپنے آج وہ خنجر بنائینگے

کیا کام ہمکو خضر علیہ السلام سے
دل کو طریقِ عشق مین رہبر بنائینگے

تارے سپند وار اوتارینگے تجھپہ ہم
خورشید کو ترے لیے مجمر بنائینگے

پائینگے ہم صلے مین دلاسا نہ دلبری
دل دے کے ہم جو آپ کو دلبر بنائینگے

تیرے سوا تو کوئی نہین ہے نگاہ مین
قبلہ نما تجھے دلِ مضطر بنائینگے

دنیا مین لاکھ جھوٹی قسم کھاتے جائین آپ
باتین خدا کے سامنے کیونکر بنائینگے

پستی سے قصدِ عالمِ بالا ہے ای مذاق
نالے ہمارے عرش پہ اب گھر بنائینگے

۸۷

بیمارِ محبت پہ کرم کر گئے ہوتے
تم پاس مرے بیٹھ کے دم بھر گئے ہوتے

ڈسنے کا خطر افعیِ گیسو سے نہوتا
اے کاش جو پڑھ کر کوئی منتر گئے ہوتے

شکوہ جو کیا صحبت اغیار کا اوسنے — بولے کہ جو غیرت تھی تمھیں مر گئے ہوتے

اسوقت نہ آتا جو تو اے رشک مسیحا — اب تک ملک الموت ستم کر گئے ہوتے

معلوم جو ہوتا ہمین قاتل کا تقاضا — ہم کاٹ کے ہاتھونپہ دہرے سر گئے ہوتے

ہوتی غم فرقت مین مرے دل کو تسلی — وعدہ کبھی تم آنے کا اگر کر گئے ہوتے

صحت مجھے ہو جاتی تمھارا نہ تھا نقصان — دم بھر کو مرے پاس جو آ کر گئے ہوتے

دم بھر کو کبھی آتا جو مرے گھر وہ پریزاد — اغیار غم رشک سے مر مر گئے ہوتے

اے یوسف دل سیر گل رخ کا جو تھا قصد — چاہ ذقن یار سے بچکر گئے ہوتے

تم منہ کا اوگال اپنے جو دیتے مجھے اک دن — اغیار لہو تھوک کے مر مر گئے ہوتے

ضد آپکی مین دیکھتا آتے جو یہان تک — قابو سے نکلکر مرے کیونکر گئے ہوتے

خورشید نکلتا نہ خجالت سے سر صبح — کوٹھے پہ جو تم اے مہ انور گئے ہوتے

ہمنے جو مذاق اون سے کہا مرتے ہین منیر — جھنجھلا کے یہ فرمایا کہ پھر مر گئے ہوتے

٨٨

عشق کا جوش ہے مجھے کل سے — دل نہین آج چین سے کل سے

رخ سے اولٹی نقاب گیسو جب — مہر نکلا سیاہ بادل سے

کھل کے سنبل بنا ہون الفت مین — پیچ اوٹھائے ہین زلف کے بل سے

مجھ سے کہتا ہی وصل کی شب وہ — آپ تو بیٹھتے نہین کل سے

خون رولوائینگے وہ آخر کار — کیا خبر تھی یہ دل کو اول سے

تیغ ابرو کی جنبشین ہین غضب — جان عاری ہوئی ہے کس بل سے

تیغ ابرو سے کسکو قتل کیا — آج آتے ہین خوش وہ مقتل سے

سرمہ دل پسینے کو کیا کم ہے ؎ | اور اندھیر ہوگا کاجل سے ؎
شمع فانوس سے عیاں ہو گی ؎ | کیوں چھپاتے ہو چہرہ آنچل سے
عشق زیور گلے کا ہار ہوا ؎ | تنگ نہیں دل کو اونکی ہیکل سے
اوسنے کھولا جو نقرئی موباف | نکلا مار سیاہ کیچل سے ؎
عشقبازی میں مرتبہ میرا | بڑھ گیا قیس و وامق و نل سے
باڑھ رکھی ہے اوسنے خنجر پر | بھون بنائی نہیں یہ کاجل سے
نعرہ قیدی جنون سنکر ؎ | بھاگ جائینگے شیر جنگل سے ؎
تیرے چہرے سے چاند شرمایا ؎ | بڑھ گیا نور شمع مشعل سے

ڈر نہیں ظلمت لحد سے مذاق ؎
نور دل کم نہیں ہے مشعل سے

٦٥

ہم جو عاشق ترے اے حور شمائل ٹھہرے | کیوں نہ تیری نظر رحم کے قابل ٹھہرے
دیدہ بازی بھی حسینوں سے نہیں خوب اے دل | تو جو قابو سے نکل جائے تو مشکل ٹھہرے
دل کھلونا نہیں لینے پہ اولجھتے ہیں حضور | آپ بھی حسن پسندوں کے مگر دل ٹھہرے
عمر بھر اوس مہ کامل کی رہی ہمکو تلاش | مثل خورشید نہ ہم بھی کہیں منزل ٹھہرے
نزع کے وقت جو آئے تو نہ پوچھا احوال ؎ | ایک ساعت بھی نہ آکر دم مشکل ٹھہرے
خط رخ ٹھہرا جو تفسیر تو مصحف چہرہ ؎ | خال عارض ترے قرآن کی منزل ٹھہرے
گرد ناقے کے پھرے قیس کی صورت وحشی | میرے لیلی کا بیابان میں جو محمل ٹھہرے
تو جو آئے تو تسلی ہو دل مضطر کو ؎ | تیرے بیمار محبت کا ذرا دل ٹھہرے
مرتبہ چرخ چہارم سے کہیں بڑھ جائے | میرے گھر رات کو گر وہ مہ کامل ٹھہرے

قصدا و ٹھنے کا نکر جلد مرے پہلو سے — اسقدر اور بٹھہر جا کہ مرا دل ٹھہرے
ہمہ موخواب کی پوچھو نہ حقیقت مجھسے — کچھ تمھین حال سناؤن جو ذرا دل ٹھہرے
کوسے قاتل مین شہیدونکا دفینہ یون ہے — جسطرح قافلہ جا کر سرِ منزل ٹھہرے
گردشِ دشت رہی ہمکو خزان مین افسوس — فصلِ گل آئی تو پابندِ سلاسل ٹھہرے
رخِ خورشید منور ہو اگر لاکھہ تو کیا — غیر ممکن ہے ترے رُخ کے مقابل ٹھہرے

دقتین پیش مذاق آئین نہ بہر حسنینؑ
یا علیؑ سہل وہ ہو جائے جو مشکل ٹھہرے

اس کتاب کا پڑھنے والا [illegible]

۹۰

گلشن جو ہے سامنے قفس کے — بلبل رہجاتی ہے ترس کے
طولِ شبِ ہجر ہے قیامت — اک دن ہے قریب اک برس کے
اغیار تو بوسے لین لبون کے — ہم یون ہی رہین ترس ترس کے
دس بوسے خوشی سے ہم تمھین دین — تم ایک ہی دو عوض مین دس کے
یہ عذر وصال مین غضب ہے — کچھ کہتے نہین سوائے بس کے
جوبن کی ابھار سے یہ ڈر ہے — انگیا نہ کہین تمھاری مسکے
امسال ہوا نصیب دیدار — قربان مین جاؤن اس برس کے
حاصل جو زیارتِ نبیؐ ہو — مٹ جائین گناہ سو برس کے
رونے سے تھمے یہ دیدۂ تر — یا ابر نکل گیا برس کے
سب جل گیا اپنا خرمنِ دل — بجلی جو گرائی تمنے ہنس کے
گرمی مین مزے ہین وصل کے جب — پردے بھی پڑے ہون یار خس کے
باقی تھی بتون کی سردمہری — مرقد پہ اوگے درخت خس کے

خاطی جو ہوا ہون زلف چھو کے
مشاطہ نہ چھیڑ گیسوؤن کو
شکنجے سنبل سے باندھ کس کے
مارینگے تجھے یہ مار ڈس کے

فائق ہو مذاق ماحضر پر
پیچھے نہ پڑو تم اب ہوس کے

٩١

عاشقِ سروِ قدِ غیرتِ شمشاد رہا ہے
گلشنِ دہر مین اکدم نہ ہم آزاد رہا ہے

نہ بچے پھول کسی باغ مین گلچین سے کبھی
تاک مین بلبلِ ناشاد کی صیاد رہا ہے

دیر مین کعبہ مین گلزار مین دل مین گھر مین
وہ جہان چاہے رہے خوش رہے آباد رہا ہے

داستانِ المِ ہجر سناؤن اے دل
کچھ بھی اوس شوخ کے آگے جو ہمین یاد رہا ہے

زاہدو کہتے ہو کیا توبہ کرو توبہ کرو
کیا بھلا سامنے اُس بُت کے خدا یاد رہا ہے

طرفہ تاثیرِ غمِ عشق ہے ای پردہ نشین
تو مرے دل مین رہے دل مرا برباد رہا ہے

دیکھتے جاؤ ابھی ہونگے نہ کیا کیا صدمے
تُم سلامت رہو اور یہ دلِ ناشاد رہا ہے

تنِ عشاق مین دکھلائے ہین ہمنے جلوے
ہم کبھی صورتِ مجنون کبھی فرہاد رہا ہے

نہ رہے باغ مین مرغانِ گلستان شبکو
سب اسیرِ قفسِ خانۂ صیاد رہا ہے

قدمِ پیرِ مغان سے نہ اوٹھانا تم سر
جبتلک اے میکشو میخانیکی بنیاد رہا ہے

اونکو ہر مجمعِ خوبان مین ہوئی ہے ترجیح
یوسفِ انسان ہین پریومین پریزاد رہا ہے

ذبح کرتی رہی یادِ خمِ ابرو ہر دم
عمر بھر ہم تو تہِ خنجرِ فولاد رہا ہے

دلِ عاشق کی طرح اور کہان ہی وسعت
کہ وہان نالے رہین جاکے یہ فریاد رہا ہے

وصل کی رات جو آئی تو گلے بھول گئے
نہ اونھین یاد رہے کچھ نہ مجھے یاد رہا ہے

وعدہ وصل تو کرتا ہے وہ ہمسے یارب
دیکھیے اوس بُتِ کافر کو اگر یاد رہا ہے

مین تو کیا چیز ہون اللہ کو وہ بھولے ہین — حق فراموش کو کسطرح مری یاد رہے
قتل کا حکم اگر ہے تو گلا حاضر ہے — مین رہون یا نرہون آپ کا ارشاد رہے
ساقیا ہم سے فقیرون کے بھی چلو بھر دے — جان کی خیر رہے میکدہ آباد رہے
مجکو شوق اور اونھین مجھسے خجالت ہوگی — رات کی بات نہ اونکو نہ مجھے یاد رہے
کچھ جو پوچھینگے نکیرین تو مین کہدونگا — پوچھتے خواب کی باتین ہو کسے یاد رہے
کہونگا ظلم ترے حشر مین حق کے آگے — اتنی بات او بت سفاک تجھے یاد رہے
بیخود حسن ہین وہ بھول گئے وعدہ وصل — خود فراموش کو کیا بات کوئی یاد رہے

ہی یہی حق سے دعا میری بصد عجز مذاق
کلمہ پاک دم نزع مجھے یاد رہے

٩٢

کوچہ بت مین شب و روز خدا رہنے دے — بادشاہی نہین درکار گدا رہنے دے
نیم جان کرکے پڑا رہنے ندے بسمل کو — مرے قاتل کوئی تسمہ نہ لگا رہنے دے
لاغری سے ہون مین تنکا نہ اوڑا کر لیجا — کوچہ یار مین اے باد صبا رہنے دے
کیا غرض اس سے ہمین تشنہ دیدار ہین ہم — اے خضر اپنے لیے آب بقا رہنے دے
تیرے پہلو مین جو پہونچا تو مجھے راحت ہے — میرے سینے سے مرے دل کو جدا رہنے دے
فائدہ کیا ہی جو مٹی ہو کسی کی برباد — خاکسارون کا نشان باد صبا رہنے دے
کثرت نالہ و فریاد سے ایذا مین ہون — درد دل تو مجھے خاموش ذرا رہنے دے
یہ دل زار نہین کام کا تیرے اے شوخ — اسکو بس میرے ہی پہلو سے لگا رہنے دے
فائدہ ہوگا نہ بیمار محبت کو کبھی — او طبیب اپنا علاج اپنی دوا رہنے دے
کسطرح باز رہون نالہ کشی سے ہمدم — درد دل کیون مجھے خاموش بھلا رہنے دے

قہر پامال نگر خانہ برانداز مری
ایک گھر مر کے بنایا ہی بنا رہنے دے

شوخی و ناز و ادا اور جہان سب کچھ ہے
گوشۂ چشم مین تھوڑی سی حیا رہنے دے

مرضِ عشق مین کچھ لطف ہی صحت سے سوا
اے مسیحا مجھے بیمار پڑا رہنے دے

دل لیا جان بھی لی صبر نہ لے تو مجھسے
کچھ مرے پاس بھی ای ہوش ربا رہنے دے

بعد مدت کے ہوئی ہے یہ ملاقات نصیب
آج کی رات تو اب شرم و حیا رہنے دے

آتشِ عشق سے چھپالے نہ زمین مین تن جا
ای ہما ہڈیان میری نہ چبا رہنے دے

حالِ دل کہہ نسکے عمر بھر اوس بُت سے نذاق
ہمنے جب چاہا کہین۔ اوسنے کہا رہنے دے

۹۴

عشق خالِ رخ ہمارے تلپیون کے تل مین ہے
الفتِ زلفِ سیہ جا سویدا دل مین ہے

رتبہ کیا آگے مری الفت کے عشق قیس کو
اوسکی محبوبہ بھی محمل مین تو میرے دل مین ہے

کچھ جھکاتا ہی کہانتک بار الفت کا اٹھے
جمگھٹا سو حسرتونکا ایک میرے دل مین ہے

حوصلہ اک بھی نہ نکلا ان بتون کے عشق مین
آرزوے وصل جو کچھ تھی وہ دل کی دل مین ہے

یاد کو مجھ ناتوان غم کی گنجائش نہین
ایک عالم کے ستانیکی ہوس جس دل مین ہے

طالب و مطلوب مین باقی رہے کیونکر دوئی
ہم تو اوسکے دل مین ہین اور وہ ہمارے دل مین ہے

ناصحا مین کیا کرون حیران ہون مجبور ہون
عشق کا سودا ازل سے میری آب و گل مین ہے

چھیڑنے کی لذتین دل سے مری پوچھے کوئی
لاکھہ باتون کا مزا اک شکوۂ باطل مین ہے

ایک چرکا تیغ کا قاتل لگا دے اور بھی
سانس کچھ کچھ جان کچھ اب تک تنِ بسمل مین ہے

ہر کھٹک مین سیکڑون لذت دکھاتی ہے مجھے
ناوکِ مژگانِ قاتل کی جو پیکان دل مین ہے

آتشِ الفت سے تیری جل رہا ہے آفتاب
داغِ عشق روے روشن کا مہِ کامل مین ہے

تو اگر پوچھے زبانِ تیغ سے قاتل کبھی
ہر دہانِ زخمِ تن کہدین جو میرے دل مین ہے

مین جو اُنسے پوچھتا ہون کچھ ہی میرا بھی خیال
ہنسکے کہتے ہین نظاہر گو نہین پر دل مین ہے

دیر مین مسجد مین دل مین گھر مین آخر ہی کہان
ای فلک وہ چاند سی تصویر کس منزل مین ہے

جان دینے کے لیے جاناسمجھکر اسے **مذاق**
خوفِ جان رسوائی دل کوچۂ قاتل مین ہے

٩٤ عاشق اک دن جو تجکو پا جائے
تنِ بیجان مین جان آ جائے

مین بُلاتا ہون تو وہ کہتے ہین
اوسکے گھر مین مری بلا جائے

تنگ آیا ہون سخت جانی سے
غیر کی آئی مجکو آ جائے

تُم سناؤ تو گالیان سُنلون
غیر کا طعنہ کب سُنا جائے

غیر آئے جو پاس اوسکے **مذاق**
ایسی پھبتی کہون کہ چھا جائے

٩٥ وجودِ بے ثباتی کو ہمیشہ ہم فنا سمجھے
حبابِ آسا کبھی سمجھے کبھی ہم نقشِ پا سمجھے

کبھی مشکِ خطا سمجھے کبھی زلفِ دوتا سمجھے
کبھی اس گیسوِ پیچان کو ہم کالی بلا سمجھے

زنخدان کو ترے سرچشمۂ آبِ بقا سمجھے
ترے عنابِ لب کو ہم مریضونکی دوا سمجھے

تری مژگان کو اپنی آہ کو ہم دو بلا سمجھے
اوسے تیرِ قضا سمجھے اسے تیرِ دُعا سمجھے

بھوون کو آپ کی تیغِ دو پیکر بگمان جانا
صفِ مژگان کو ہم فوجِ ستمگر کا پرا سمجھے

نبات و قند ہین دشنام ای دل تلخ کامونکو
ہمیشہ اوس پری کی گالیونکو اک مزا سمجھے

سرِ بالین دمِ رحلت جو آئی تو یہ فرمایا
ہمین کہتے تھے آخر ہم تمھین کو بیوفا سمجھے

یہی دل کعبۂ الفت کا ہادی ہے جو سچ پوچھو
اسی کو ہم حقیقت مین سچا قبلہ نما سمجھے

قیامِ چندروزہ کا نہین ہے اعتبار اے دل — وہی عاقل ہے جو دنیائے فانی کو سرا سمجھے

لہو عاشق کا آخر تنگ ہوکر پھوٹ ہی نکلا — غلط اے دوستو قاتل کے ہاتھو نمین حنا سمجھے

یہی دل مین تمنا ہے مجھے چین آئے فرقت مین — رہے الفت مین دل کو صبر اوس بت سے خدا سمجھے

غضب ہے خنجرِ ابرو کو بل دیتے ہو ہنس ہنس کر — قضا آئی کسی کی اور تم اپنی ادا سمجھے

درازی زلفِ پیچان کی شبِ ہجران سے افزون ہے — نہ اسکی انتہا سمجھے نہ اوسکی انتہا سمجھے

اوسی کو تمنے بتخانے مین دیکھا ہمنے مسجد مین — اوسی کو تم صنم سمجھے اوسی کو ہم خدا سمجھے

حیاتِ جاودانی مل گئی قاتل کے کشتون کو — شہیدِ عشق آبِ تیغ کو آبِ بقا سمجھے

فنا ہوتے نہین عشاقِ صادق بعدِ مردن بھی — ہماری جان کو تم اے ستم ایجاد کیا سمجھے

بہت لازم ہی ہشیاری سرائے دہر مین اے دل — یہ جائے خوف ہے غافل ذرا سوچے ذرا سمجھے

اشارہ ہمنے بوسے کا کیا اون سے تو فرمایا — نہ کوئی دوسرا سن لے نہ کوئی دوسرا سمجھے

شرابِ عشق کے دو جام سمجھے چشمِ میگون کو — تری زلفِ سیہ کو میکشِ الفت گھٹا سمجھے

ہوئے جب طالبِ بوسہ کہا تم ہو اسی لائق — اشارے مین تمھین اے حضرتِ دل کیا کہا سمجھے

مذاقِ ناتوان کا دردِ دل کیون سنکے برہم ہین
کہا کیا حال مینے آپ سے اور آپ کیا سمجھے

۹۶

عشق مین تیرے ٹھہر جائین ٹھہرنے والے — سفرِ ملکِ عدم ہم تو ہین کرنے والے

کشتۂ ناز کو ملتی ہے حیاتِ ابدی — زندہ رہتے ہین سدا یار پہ مرنے والے

اپنے عاشق کو ڈراتے ہو عبث قتل سے تم — خوف کھاتے ہین کہین موت سے مرنیوالے

خونِ ناحق سے جو مقتل ہے مثالِ دریا — تیغ کی گھاٹ ہین عشاق اترنے والے

غیر لیتے ہین مذاق اونکے جو بوسے شبکو

ہم بھی کچھہ کھا کے سرِ شام ہین مرنے والے ؎

۹۷ پھر گلگشت وہ گلشن کو ہین جانے والے — آج مرغانِ نواسنج ہین گانے والے
آئے مشکل سے تو اب حیلۂ دردِ سر ہے — آپ بھی ایک ہین اے یار بہانے والے
ابھی چاہین تو ہتیلی پہ اوٹھا لین افلاک — اے پری بارِ محبت کے اوٹھانے والے
جائیے جائیے ای خضرِ طریقت گمرہ کو — ایسے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

تھام لو دل کو ذرا اپنے مذاقِ محزون
ایک دم اور ٹھہرا ے مرے جانے والے ؎

۹۸ جو بیخبر ہی حسنِ رُخِ گلعذار سے — واقف نہین وہ صنعتِ پروردگار سے
ہی بار بار اپنی دعا کردگار سے — باہر نہو کسی کا بھی دل اختیار سے
شکوون کا جب جواب نہ کچھہ دیتے بن پڑا — گردن مین ہاتھہ ڈالدیے اوسنے پیار سے
گُل کھائے سیطرح چمنِ روزگار مین — سینہ ہی رشکِ باغ دلِ داغدار سے
بجلی تڑپ کے لاکھہ کرے شعلہ باریان — کیا سامنا کرے گی دلِ بیقرار سے
جنت مین بھی رہیگا سرورِ شرابِ عشق — دل خوش کیا کرینگے مئے خوشگوار سے
رونا تو ہی اسی کا ملے کسطرح نجات — مجھہ سے خفا ہے تو مین دلِ بیقرار سے
وہ مستِ خوابِ عشقِ بتان ہون کہ بعدِ مرگ — عیسی بھی قُم کہین تو نہ اُٹھون مزار سے

کیونکر رقیب آئے مرے گھر کبھی مذاق
مشہور ہے کہ بھوت بھی ڈرتا ہے مار سے ؎

۹۹ جان دوبھر ہے غمِ ہجر مین جائے یہ بھی — ایخدا اتنی تمنا ہی بر آئے یہ بھی ؎
اے شبِ غم نہ ستا دردِ جگر کو میرے — اوٹھہ کھڑا ہو نہ کہین بیٹھے بٹھائے یہ بھی ؎

تجھکو آنا ہو تو آدم کا بھروسا کیا ہے
اک گھڑی بعد صنم آئے نہ آئے یہ بھی

اے مذاق اوس بت کافر کا یہی مقصد ہے
جان زار اک جو مرے پاس ہے جائے یہ بھی

۱۰۰
یہ بات دید غیر سے مشہور ہو گئی
جالی کی کرتی خانہ زنبور ہو گئی
پر داغ دل مین جب سے ہے نکلی نہ تیری یاد
اس باغ مین یہ آکے مگر حور ہو گئی
ہمکو شمیم زلف نے پھر زندہ کر دیا
نزدیکی صنم سے بلا دور ہو گئی

آیا وہ بت تو شان خدا دیکھ لی مذاق
گھر مین ہمارے روشنی طور ہو گئی

۱۰۱
کچھ کام نہین کرتی ہے تقریر ہماری
سنتا ہی نہین وہ بت بے پیر ہماری
ہو نہین وہ ضعیف اوڑ گیا رنگ رخ بہزاد
مانی سے نہ کھینچی گئی تصویر ہماری
تقدیر کو روتے رہے ہم عمر بھر اے دل
تدبیر پہ ہنستی رہی تقدیر ہماری

وہ بار گران پاؤن مین ہے اپنی مذاق اب
رستم سے بھی ہلتی نہین زنجیر ہماری

۱۰۲
وہ تیغ ابروِ قاتل بنی ہے
کہ میری جان پر اے دل بنی ہے
لگانا دل کا ظاہر ہے تا بس مرگ
کہ تربت بھی شبیہ دل بنی ہے
سوا اونکے نہین اغیار کو دخل
عجب خلوتسرا اے دل بنی ہے
لگی تھی لو جو الفت کی ازل سے
وہاں شمع حریم دل بنی ہے
نگاہ دیدۂ مخمور ساقی
شراب ساغر محفل بنی ہے
بنایا ہے ید قدرت سے تجھکو
یہ صورت پیار کے قابل بنی ہے

بنا ہی منہ ہمارا بہر شیون ؎
سپے نالہ زبانِ دل بنی ہے ؎

چھپے ہو ہمیں تم بو ہو کے شاید
کلی جو ہے مثالِ دل بنی ہے ؎

بھرا رحمت سے چلو بیکشون کا
صراحی جام کے قابل بنی ہے

خبر ہو پہنچا یگی آشفتگان کی ؎
شمیمِ زلف آہِ دل بنی ہے ؎

ملےگا مجکو ساقی سے پیالہ ؎
تری رحمت مرادِ دل بنی ہے

مذاق اکثر پکارا ہے علی کو ؎
تو بات اپنی دمِ مشکل بنی ہے ؎

۱۰۳

زمین پر گرتے ہین نشئے مین شہد ہے خمارونکی
نمازِ زاہدان ہوتی ہی مستی بادہ خوارونکی

نہین حاجت ترے کشتونکو اوبت سوگوارونکی
شبِ تاریک ہے ہوگی سیہ پوشی مزارونکی

دوپٹے مین نہین پوشیدہ ہو سکتے ترے جوبن
چھپا نہیں ہے کہین چھپتی ہے صورت ہونہارونکی

یہ کن ساجدلون کا گنجِ مدفن ہے خداوندا
دلِ عشاق سے ہمشکل ہے صورت مزارونکی

قرارِ صابران بیتاب کیا سیماب ہو جائے
اگر صورت کبھی دیکھے تمھارے بیقرارونکی

گئی ہی یکدرے سے نکہتِ بادہ جو مسجد تک
تزلزل مین ہی توبہ رات دن طاعت گذارونکی

شبِ زلفِ پرافشانمین بسیرا مرغِ دل کا ہے
مسافر کو پسند آئی ہی ٹھنڈی چھاون تارونکی

ہماری شمعِ حسرت گور پر جلتی ہے رو رو کر
بنائی ہی شبِ غم نے بھی صورت سوگوارونکی

مے اٹھکے پینے کو بنائے جائینگے ساغر
نہوگی حشر مین مٹی خرابانِ بادہ خوارونکی

تڑپجاتی ہی بجلی آسمان پر مضطرب ہو کر
قسم کھاتا ہی پارہ بھی تمھارے بیقرارونکی

ہوائے شوق لائی ہے اوڑا کر گنجِ مدفن سے
مری مٹی بنی ہے گرد اونکے رہگذارونکی

ضعیفی مین جوانی کی اومنگین دلمین باقی ہین
خزانمین بھی نضارت پائی جاتی ہے بہارونکی

ہمیشہ دن کو حورین اور پریان رات کو آکر | زیارت کرتی ہین تیرے شہیدونکے مزارونکی
گلے مین اونکے گجرا ہے دلِ صد برگ عاشق کا | اونھین بھاتی نہین خوشبو کبھی پھولونکے ہارونکی
نزاکت کا کیا جامہ اونھین پر قطع خالق نے | گرانی اونسے اوٹھہ سکتی نہین پھولونکے ہارونکی
سجائیگا خیالِ جلسہ احباب خاطر سے | کبھی صحبت نہ بھولیگی پسِ مردن بھی یارونکی
خیالِ گیسوے پیچان مین نیند آتی نہین شب بھر | تڑپ عاشق کو عادت ہوگئی شب زندہ دارونکی
جنھین صیاد نے دیکھا ہو گلزار مین ہنستے | کوئی سوچے تو حسرت مارے اون تازہ شکارونکی
فشارِ گور آغوشِ پری کا لطف دیتا ہے | کسی کی زلف دکھلاتی ہے تاریکی مزارونکی
مرے نالونپہ دھوکا صور اسرافیل کا گذرا | یکا یک چونک اوٹھین خوف سے لاشین مزارونکی
جہانمین اب تو مے پینے لگے شیخ و برہمن بھی | نظر آتی ہین میخانونمین صورت وضعدارونکی
ابھی کچھہ سن نہین بنکر عزادارونمین بیٹھین ہین | الٰہی خیر کرنا میرے بھولے سوگوارونکی
مجھی روئین مجھے پیٹین مقدر کو کہین سب کچھہ | مرے قاتل کو کیون کوسین نہ یہ ہین سوگوارونکی
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ پیغمبر کی حاجت ہے | تڑپ جا کر بلا لائیگی اونکو بیقرارونکی

مذاق ان زمزمون نے تیرے اک انسان ہی پر کیا
زبانین بند کردی ہین گلستان مین ہزارونکی

۱۰۴
جہانمین کسکو نہین یار جستجو تیری | وہ کون دل ہے نہین جسمین آرزو تیری
نہ کیون ہو بلبل شیدا ہزار دل سے نثار | ہر ایک پھول مین پتی مین پائی بو تیری

طواف قبرِ نبیؐ چل کے کر مدینے مین
مذاق جلد بر آئے یہ آرزو تیری

مسدس شبِ وصل

مذاق اب ہی غنیمت مرے استاد کی ذات — کیون نہون اہل سخن واصف و مداح صفات

یہ غزل جسنے سنی اوسنے سنائی یہ بات — اے صغیر اب تری باتین نہون کیون قند و نبات

پائی ہے صحبت ارباب سخن پہلے سے

نامۂ مذاق

ای شہ حسن و دلستان جہان — دلبر و دلربا و جان جہان

سبب راحت دل غمگین — باعث صبر و باعث تسکین

لیلی محمل دل عاشق نہ — جلوہ فرمای محمل عاشق

نامۂ اشتیاق لکھتا ہون — داستان فراق لکھتا ہون

دل بیمار کی حکایت ہے — کسکی دل کے سوا شکایت ہے

دل ہی بیتاب کسطرح لکھون — حال سیماب کسطرح لکھون

کوئی احباب غمگسار نہین — کسی پہلو مجھے قرار نہین

جو کیا وہ ہمارے دل نے کیا — دل نے کیا بخت مضمحل نے کیا

تجھسے تو کچھ نہین گلا ہمکو — دل لگانے کا پھل ملا ہمکو

مجھکو کیونکر بھلا دیا تونے — حیف صد حیف کیا کیا تونے

کم نویسی ہے اور خاموشی — ہی مری یاد سے فراموشی

ق

ایک مدت سے خط نہین آیا — کوئی قاصد فقط نہین آیا

بوئے گیسو نسیم لائی نہین — خیریت کی خبر بھی پائی نہین

راستہ بند ہے ہمیبر کا — مٹ گیا چونچلا کبوتر کا

تو سمجھتا ہے او بتِ مغرور | ہر کہ از دیدہ دور از دل دور
اگلی باتون کا کچھہ خیال نہین | اب چلن وہ نہین وہ چال نہین
جان عاشق نہ عشق مین کھوتا | تو نے پہلے سے کہدیا ہوتا
کسلیے تجھہ سے دل لگاتے ہم | دل ستاتا تو زہر کھاتے ہم
غیر ملکِ عدم کدھر جاتے | نہ اوٹھاتے یہ رنج مر جاتے
اے پری مطلب آشنا تو ہے | بے وفا تو ہے بے وفا تو ہے
سمجھے تھے ہم تجھے محبت سے | اب یہ جانا کہ بے مروت ہے
نہ تو وعدہ وفا کیا تو نے | نہ تو دل لے کے دل دیا تو نے
حال پوچھا نہ خط لکھا کوئی | مر گیا کوئی یا جیا کوئی
روے گلرنگ پر تو بھول گیا | عہد و پیمان سب اپنے بھول گیا
عاشقِ زار سے تغافل ہے | مشعلِ راہِ دوستی گل ہے
کوئی تڑپے تجھے ملال نہین ہے | کچھہ کسی کا ذرا خیال نہین
کنگھی چوٹی ہے اور آئینہ | دیکھتا ہے بغور آئینہ
حیرتی بن گیا ہے آئینہ | حسن کو دیکھتا ہے آئینہ
کنگھی سر پر نثار ہوتی ہے | بلکہ سینہ فگار ہوتی ہے
مانگتی کیون ہے راستا چوٹی | بڑھ کے چومیگی نقشِ پا چوٹی
تو نے بخشا ہی حسن زیور کو | آبرو دی ہے لعل و گوہر کو
ہے دوپٹا نہین ململ کا | مول مین بھاری تول مین ہلکا
ہجر مین ہمکو ہے کفن پوشی | تجھہ سے جوڑے کو ہی ہم آغوشی

محوِ آرائشِ جمال ہے تو | خود پسندی مین بےمثال ہے تو
ابھی کیا عمر کیا ترا سن ہے | شبِ غفلت شباب کا دن ہے
لکھتے لکھتے یہ لکھہ گیا مین کیا | دلِ پُر درد کا فسانہ رہا
جانِ جان حال ہے ہمارا خراب | خط نہ آنے سے ہین بہت بیتاب
جز ترے اور کسکو یاد کرین | کسطرح ہم دل اپنا شاد کرین
عیش و آرام سے ہے کام تجھے | رات ہے صبح دن ہے شام تجھے
عاشقِ زار کی نہین پروا | اپنے بیمار کی نہین پروا
کم سنی باعثِ تلون ہے | ہو نہو اور ہی تجھے دھن ہے
جب نہ خط کا کوئی جواب آئے | دلِ عاشق کو خاک تاب آئے
اب بہت دل کو بیقراری ہے | آنکھون سے نہرِ اشک جاری ہے
اب ترا انتظار ہے دل کو | زندگی ناگوار ہے دل کو
اے مری جان اے مرے جانی | محرمِ رازہاے پنہانی
جلد آکر گلے لگا مجھکو | سامنا اب ہی موت کا مجھکو
تو نے شیشے مین دل اوتارا ہے | اے پریزاد کیا اجارا ہے
دل کا احوال کیا بتائین ہم | تو سُنے آکے تو سُنائین ہم
اضطرابِ دلی جو بڑھتا ہے | یہ حزین اِس غزل کو پڑھتا ہے

غزل

غمِ فرقت سے جان جاتی ہے | زندگی موت بنکے آتی ہے

یاد آتے ہیں پنجۂ رنگین — سبز مہندی لہو رولاتی ہے
صبر دل کو نہیں قرار نہیں — شب فرقت بہت ستاتی ہے
خون اب تھوکتا ہوں دوری مین — یاد لب اور رنگ لاتی ہے
غش جب آتا ہے یاد گیسو مین — مشک کی بو صبا سونگھاتی ہے
یا تو جاتی ہے جان فرقت مین — یا مراد دلی بر آتی ہے
زندگی ہو گئی مذاق کو تلخ — تیری ایسی کم التفاتی ہے
ای پری رو مری خطا کیا ہے — خط نہ آیا یہ ماجرا کیا ہے
نامہ بر کو بہانے سے ٹالا — کچھ تو بنتی ہے دال مین کالا
تجھ سے الفت جو کی قصور کیا — دے کے دل رنج و غم یہ مول لیا
آگ بھڑکاتی ہے غزل خوانی — کیا بجھائے اس آگ کو پانی
تن لاغر سے دم نکلتا ہے — جامۂ زندگی بدلتا ہے
نامہ و نامہ بر سے کیا ہوگا — دم آخر خبر نہ کیا ہوگا
تو جو آؤ تو ہم امان پائین — ملک الموت ابھی چلے جائین
آگے لکھنا فضول ہے صاحب — دفتر عشق طول ہے صاحب

مرغ مضمون مذاق چھوٹ گیا
ہائے صیاد خامہ ٹوٹ گیا

نظم بہاریہ

تختۂ سنگ زبرجد ہے کہ فرش مخمل — رشک فردوس نظر آتا ہے سارا جنگل

ٹھنڈی ٹھنڈی ہی ہوا پڑتی ہین بوندین دنکو
رات کو پھرتے ہین امڈے ہوے کالے بادل

آمد آمد ہے جوانانِ چمن کی ہر سو ؎
رشکِ گلزار ہے یا روضۂ رضوان جنگل

ڈالیان خشک جو تھین اونمین بھی کلّے پھوٹے
اور اون کلّون مین تازہ نکل آئی کوپل

ہر طرف چشمۂ حیوان ہے زمین پر جاری
آسمان پر ہی گھٹا چھائے ہین کالے بادل

دشت و کہسار مین پھرتے ہین کلیلین کرتے
کہین آہو کہین پاڑھے ہین۔ کہین ہین چیتل

لہلہاتی ہوے کھیتونمین بھرا ہے پانی ؎
بارشِ ابرِ بہاری سے ہوا ہے جل تھل ؎

سو جھتے ہاتھ نہین رات ہی ایسی کالی ؎
برقِ تابندہ دکھاتی ہی فلک سے مشعل ؎

صفحۂ ابر ہوا ہی ورقِ شرحِ حیات ؎
کھینچی ہے قوسِ قزح نے بھی خطون سے جدول

جگمگاتے ہین کہین خوبانِ چمن سے قائم ؎
ق
جنکا ماتھا ہے صفائی مین بنا صبحِ ازل ؎

خطِ رخسار بنا سبزۂ صحرا سے بہار ؎
آبِ تیغِ خمِ ابرو جو بنی گنگا جل ؎

چشمِ بدبین مین لگاتا ہے فلک ہر ساعت
سرمۂ مردمکِ دیدۂ منحوس زحل ؎

مہندی ملتی ہی کفِ پاے عروسانمین حنا
مانگ بھرتا ہی ہر اک رشکِ چمن کی صندل

دامنِ دشت ہی پھولام سے بھی نازک تر
نازنینانِ چمن اوڑھے ہین دھانی ململ ؎

سبزہ رنگون کے ٹھہرنے کے لیے صحرا مین
بلبلا ہی کوئی خیمہ تو کوئی دل بادل ؎

مہ جبین جھولتے ہین گاتے ہین ساونمین ملار
وجد مین جھوم کے عشاق یہ پڑھتے ہین غزل

غزل

میکشو آج چلے دور کہ ہی جی بیکل ؎
کالے کالے سرِ کہسار اوٹھے ہین بادل ؎

نشۂ حسن مین بیخود ہین حسینانِ جہان
سرکا جاتا ہی دوپٹہ کا کسی کے آنچل

عشوہ و ناز و شرارت ہی بھری اک اک مین
شوخ دیدہ ہے کوئی اور کوئی ہے چنچل ؎

چمنستان مین مستانہ ہوا چلتی ہے || جامِ گل باغ مین بلبل لیے ہے زیر بغل
کیون نہ ہر بار او منگین دلِ عاشق مین ہون || کسی محبوب کا جوبن ہے کہ اوکھتی کونپل
اپنی شیدا سی ہوا وصل پہ راضی کوئی || کوئی معشوق لگائے ہوئے ہے لیتے بغل

کر دعا خالقِ اکبر سے یہ ہر وقت مذاق
یہی سامان رہے تا آخرِ عمر ازاول

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ وفات میر کرامت حسین مرحوم

چون کرامت حسین زین عالم || رخت بستہ بسوے باغ ارم
گفت بامن مذاق ہاتفِ غیب || سال تاریخ اوست [illegible]

قطعہ تاریخ تعمیر باغ منشی میر حسین صاحب

بنائے باغ چو سید حسین صاحب کرد || ز نرگس و گل صد برگ و لالہ شد گلزار
دلِ مذاق چو پرسید سالِ تاریخش || سروش غیب بداد و نسیم باغ و بہار

قطعہ تاریخ کتاب دیوان منشی محمد اعظم خان صاحب تخلص ہوش مدراسی ڈپٹی کلکٹر آرنی

ہوش نے دیوان لکھا اے مذاق || قلزمِ طبعِ رسا کا ہے یہ جوش
سن کے لکھا مصرعۂ تاریخِ طبع || با مذاق اے دل ہے یہ دیوانِ ہوش

تاریخ وفات نواب امیر ضیاء الدین احمد خان بہادر مرحوم رئیس دہلی حسب فرمایش

خلف جناب مغفور

ضیاء الدین احمد خان بہادر
روانہ سوے باغ کبریا شد
رسیدہ چون بگلزار جنان روح
مزارش با مزار اولیا شد
یگانہ بود چون آن شاہ معنی
یم دیدہ روان زین رنجہا شد
مذاق این گفت تاریخ جگرسوز
بنالیدم چو از دیدہ ضیا شد

۱۲۹۲ فصلی

قطعہ تاریخ کتاب جناب حاجی شیخ لعل محمد صاحب لطیف

شدہ مطبوع این دفتر درین سال
مذاق خوش بیان این گفت تاریخ
سراسر مخزن علم تصوف
کتاب معدن علم تصوف

۱۳۰۳ھ

ولہ

واہ کیا خوب ہوئی طبع کتاب
لکھی فصلی مین یہ تاریخ مذاق
منبع علم طریقت ہے یہ
درِ یکتا ہے حقیقت ہے یہ

۱۲۹۳ ف

قطعہ تاریخ سال ترتیب این دیوان از مصنف

ہوا ختم دیوان معجز بیان
ذرا دیکھیے آب و تاب سخن

فصاحت کا ہے ساغر پر فروغ
لبالب بھری ہے شراب سخن
غزل کی لطافت سے یہ ہے عیان
کہ بے مثل ہے یہ کتاب سخن
مذاق حزین ہے یہ تاریخ غیب
یہ دیوان ہوا آفتاب سخن

سنہ ١٣٠٣ھ ‏ سنہ ١٨٨٦ع ‏ سنہ ١٢٩٢ فصلی

تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر زمانہ محقق یگانہ اوستاد بے نظیر حضرت شاہ حیدر علی صاحب صغیر لکھنوی مدظلہم العالی اوستاد مصنف دیوان ہذا

ظہور گوہر معنی ست از بحور غزل
روان ست کشتی تحسین پے عبور غزل
نوای بلبل باغ ست این سخن سنجی
شنید ہر کہ بشد مست از سرور غزل
درون پردہ دیوان مصوریست نہان
عیان ست پیکر محبوب از ظہور غزل
صغیر گفت سنہ تاریخ اندرین مصراع
مذاق لبست بکاغذ چو قند نور غزل

سنہ ١٣٠٣ھ ‏ سنہ ١٨٨٦ع ‏ سنہ ١٢٩٣ف

قطعات تاریخ ترتیب و طبع دیوان ہٰذا از افکار گہر بار شعرائے نامدار و فصحائے دیار و امصار

از نتائج طبع والائے اوستاد عدیم النظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی اوستاد والی رام پور

ای اہل مذاق ہو مبارک تمکو
خوش ہوکے امیر نے یہ تاریخ کہی

ہر شعر مذاق کا ہے لذت انگیز
دیوانِ مذاق ہی مزے سے لبریز
۱۳۰۳ھ

از نتیجۂ افکار گہربار شاعر ذی شرف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

از فضلِ خدائے عالم آرا شد
اشرف بنوشت سال طبعش

شد تازہ کلام زینت طبع
دیوانِ مذاق شاہد طبع
۱۳۰۳ھ

از نتیجۂ طبع شاعر ہمہ دان جناب محمد احسان اللہ خان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

چھپ گیا چھپ گیا کلامِ مذاق
عاشقوں کے بھی دل پھڑک اوٹھے
حظ اوٹھانے کا ہر غزل مین مزا
اسکو نیرنگِ طبع کہتے ہین
فکر ہے سالِ طبع کی احسان

خوش معانی و حبذا مضمون
وصلِ جانان کا جو سنا مضمون
دل لبھانے کے جابجا مضمون
کہنہ مشقی بنی نیا مضمون
لکھہ بھی دو واہ دلکشا مضمون
۱۳۰۳ھ

ولہ

آئینہ خانہ ہی جو بیت ہے اِس دیوان کی — جسمین خوبانِ فصاحت کی لگی ہے تصویر
حُسنِ اُردو کا مُرقع ہی ورق اسکا ہر ایک — صفحہ صفحہ مین طرحدار کھنچی ہے تصویر ؎
عیسوی سال لکھا فکرِ رسا نے احسان — شاہدِ جوشِ طبیعت کی یہی ہے تصویر
۱۸۹۶

از نتیجۂ طبع شاعر شہرۂ آفاق شیخ علی حسینخان بہادر اشتیاق برادر و شاگرد مصنف

ہرگاہ از عنایتِ حق رنگِ طبع یافت — مجموعۂ کلام تمناے اشتیاق ؎
درگوشِ اشتیاق رسید این ندا ے غیب — تاریخ عیسویست خیالاتِ با مذاق
۱۸۹۶

از خلاصۂ فکر شاعر با توقیر جناب شیخ فدا حسین صاحب اسیر رئیس مو شاگرد

جناب صغیر لکھنوی

اسیر از این غم بے سود حاصل ؎ — چو یاد ت شد فراموش اتفاقست
نمیدانی کہ از دواز دہ سے بخت ؎ — کتاب یاد تو بالا ے طاقست
بکن حمدِ خدا ے ہر دو عالم — کہ زیرِ طبع دیوانِ مذاقست
سرا عدا شکستہ بہرِ تاریخ ؎ — بگو احمد حسنخان با مذاقست ؎
۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ فکر متین محمد امین خانصاحب امین شاگرد مصنف محرر ریاست پریانوان

چھپکے تیار ہو گئی جس دم ؎ — یہ بہارِ مذاقِ صاحبِ فہم ؎
لکھی کلکِ امین نے یہ تاریخ — یادگارِ مذاقِ صاحبِ فہم
۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ فکر محب با اخلاق محمد اسحق خانصاحب اسحق مانکپوری کوتوال

بازار نواب گنج علاقہ پریانوان شاگرد مصنف

کھلے ہین مضامین موزون کے پھول — یہ دیوان ہی بوستانِ عروض
سنِ سال فصلی یہ اسحق سے ؎ — کہا دل نے ہی لعل کانِ عروض
۱۲۹۲ فصلی

از فکر شاعر با مذاق شیخ منظفر حسین صاحب آفاق پریانوانی شاگرد مصنف

خدا کے فضل و کرم سے جبکہ ہم ہوا یہ دیوانِ نو مرتب

سخنورانِ جہان یہ بولے کہ ہے مقرر یہ نظم مرغوب

خیال آفاق مجکو آیا کہ لکھون تاریخ سال اسکی

سروش غیبی نے یہ صدا دی کہ واہ کیا خوب واہ کیا خوب

از گہرریزی طبع برگزیدہ کونین سید انور حسین صاحب اُمید لکھنوی ۱۳۰۲ھ

خلف اصغر جناب یاس شاگرد جناب جلال لکھنوی

وہ چہ دیوان مذاق فرمودہ است

زسر شاعران ربودہ ہوش

سال طبعش امید در معجم

چہ کلام خوش است گفت سروش

از نتائج افکار گہر بار سخنور خوش گفتار جناب بیر بر راجہ ہرکشن سنگھ بہادر ۱۳۰۲ھ

بیدار والی ریاست کشن کوٹ پنجاب شاگرد جناب داغ دہلوی

شمع دیوانِ مذاق آج ہوئی جلوہ فگن

بڑھ گئی انجمن شعر و سخن کی توقیر

فکر تاریخ کی بیدار ہوئی جب ہمکو

ہاتفِ غیب پکارا کہ تجھے یہ تحریر

از نتیجہ طبع با صفا جناب شیخ عبد الغفور صاحب بقا رئیس مانکپور شاگرد

جناب صغیر لکھنوی

لکھا مذاق نے کیا پُر مذاق یہ دیوان

بہارِ تازہ ہویدا چمن چمن اچھا

گنے بقا یہ تاریخ حرف منقوطی

گل کلام معطر سخن سخن اچھا

از نتیجہ فکر سخنور مشہور جناب راجی تعشق حسین صاحب تعشق رئیس ۱۳۰۲ھ

شاہ آباد مانک پور

فضلِ حق سے مذاق کا دیوان ۔ کیا مرتب ہوا ہے خاطر خواہ
لکھ تعشق یہ مصرعِ تاریخ ۔ کیا ہی گلدستۂ سخن ہے واہ

۱۳۰۲ ھ

ولہ

دیوانِ مذاقِ سخن آرا کا ہوا طبع ۔ کیا خوب ثمر نخل یا جنت سے ملا واہ
لکھی سن فصلی میں تعشق نے یہ تاریخ ۔ کیا گل چمنستان فصاحت کا کھلا واہ

۱۲۹۳ ف

ولہ

حبذا احمد حسین نکتہ سنج و با مذاق ۔ گفت دیوان ہمیشان و بے نظیر و بے بدل
گشت مطبوع ہمہ اہل جہان ۔ عاشق و معشوق بسیار اند در زیر بغل
سال جستم ای تعشق یافتم زین یا رسخن ۔ جیم جز قاف قلم راست تعمیہ غیر غزل

۱۳۰۲ ھ

از نتیجہ فکر شیخ تصدق احمد صاحب تصدق پریانوانی شاگرد مصنف

ہوا مطبوع کیا دیوان واللہ ۔ نشاطِ دل کو دوامِ لطف یہ ہے
تصدق سال فصلی طبع کا لکھ ۔ گلِ باغِ کلامِ لطف یہ ہے

۱۲۹۳ ف

از نتائج افکار گہربار مقبول دارین جناب سید احمد حسین صاحب بہادر ثابت

ڈپٹی انسپکٹر سررشتہ تعلیم پرتاب گڈھ

پوشید اکنون چو حلیہ طبع ۔ گفتارِ مذاق زیبِ عالم
ثابت بنوشت سالِ طبعش ۔ افکارِ مذاق زیبِ عالم

۱۳۰۲ ھ

از نتائج افکار گہربار اوستاد ہمہ دان و باکمال جناب حکیم میر ضامن علی صاحب

جلال لکھنوی

واہ کیا بامزہ ہیں سب اشعار ۔ دلربا ہے مذاق کا دیوان

لطف کا سال طبع بھی ہے جلال	دلکشا ہے مذاق کا دیوان

۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب سید الٰہی بخش صاحب المعروف

بہ ملا جلال عظیم آبادی شاگرد جناب داغ دہلوی

دیوانِ مذاق کے ہین مداح	اربابِ فصاحت و بلاغت
بے مثل جلال اسکی تاریخ	کہہ بابِ فصاحت و بلاغت
	۸۶ ۱۲۱۶

ولہ

جانِ عالم ہے کلیاتِ مذاق	سارے عالم مین جسکی شہرت ہے
دل کی جا رکھین اسکو اہلِ مذاق	کہ یہ سرچشمۂ لطافت ہے
اسکی ہر بندش بلا انگیز	نام کو فتنۂ قیامت ہے
یا کسی ترک غارت دین کی	چستی و شوخی و شرارت ہے
لکھ بھی دے اے جلالِ سحر خیال	فکر گنجینۂ بلاغت ہے
	۸۶ ۱۲۱۶

ولہ

می سزد گوید مصنف ہم بہ تصنیفِ لطیف	آفرین صد آفرین بر طبع گوہر بار من
طبع شد مطبوعِ عالم کلیاتِ پُر مذاق	اندرین سال است چون تاریخ گوئی کار من
می نویسم سالِ تاریخش بلطفِ او جلال	از سر عشق و محبت گلشنِ بیخار من

۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ طبع شاعر باہنر جناب سید حیدر حسین صاحب حیدر رئیس مانکپور

شاگرد جناب صغیر لکھنوی

مذاقِ خوش فکر نے یہ دیوان کیا مرتب بہ نیک عنوان

مذاق بھی ہین جوانِ ذیشان کلام بھی ہے کمال شیرین

کیا جو تاریخ کا اشارا تو ہاتفِ غیب نے پکارا
نہ ایسا کون و مکان مین دیکھا کلیم رعنا کلام رنگین
۱۳۰۲ھ

ولہ

حیران شدم از نظمِ مذاقِ خوشگو
سحریست کہ اعجاز بیانی اینست
از جودتِ طبع شد مرتب دیوان
اطلاق طلاقتِ لسانی اینست
حیدر سنِ فصلیت میان تاریخ
گنجینہ اسرار معانی اینست
۱۲۹۲ف

ولہ

آپکو ترتیب غزلونکی مبارک اے مذاق
کیا بدیہی مصرع تاریخ دیوان نیک ہے
طرز نو مین عیسوی تاریخ حیدر نے لکھی
پانچ کے بعد آٹھہ ہے پھر آٹھہ کے بعد ایک ہے
۱۸۸۵ع

ولہ

دیوان مین مذاق کے دوہرا مذاق ہے
شادی ہو وصل یار کی رنج فراق ہے
مطلع سے پھونچی ہے خبر طبع جا بجا
مشتاق ہے جہان دل حاسد کو شاق ہے
چھپکر یہ کلیات ہو تقسیم کائنات
جو ذی مذاق ہین اونھین یہ اشتیاق ہے
حیدر رقم یہ مصرع تاریخ طبع ہو
مطبوع دیدہ بدر کلام مذاق ہے

انتخاب طبع سلیم حاجی حکیم سید نذر حسین صاحب حکیم معالج ریاست پریانون

مذاق معدن خلق و مروت
چہ خوش فرمود دیوان معظم
شدہ لائق چو فکر سال ترتیب
سروش غیب گفت اکسیر اعظم
۱۳۰۲ھ

از فکر عالی و بلند سید جناب حکیم رمضان علی صاحب خبیر رئیس گنتھوہ

گشت مطبوع چو دیوان مذاق
غیرتِ باغ ارم رشکِ بہشت

خامۂ خیر پئے تاریخش ؏ — سخن عشق دل افزا بنوشت ؏ ۱۳۰۳

از نتیجۂ افکار گہربار سخنور عالی دماغ جناب نواب مرزا خانصاحب
داغ دہلوی

طبع نورانی اسکو کہتے ہیں ؏ — کیا ہی روشن ہوا ہے نام مذاق ؏
لکھدے اے داغ مصرع تاریخ — سحر و اعجاز ہے کلام مذاق ؏ ۱۳۰۳

از نتائج طبع شاعر ذی ہنر جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دلکش
لکھنوی

ایکہ بالاست ز افلاک کرم رتبۂ تو ؏ — نزد ارباب ہم صورت سیم مصحف
سیر و دور شب معراج عطا و اعتلا ؏ — اسپ انعام تو مانند براق در رفت
عرض اینست بو احسن کہ بسا خوش گفتی — طبع دیوان ترا یافتہ ام من یوسف
گفت دلکش پئے تاریخ حروف منقوط — شعر دیوان ترا جست دو دواوین سلف ۱۳۰۳ھ

از نتیجۂ فکر شاعر متین جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہین دہلوی
شاگرد جناب یاس لکھنوی

ایسا دیوان مذاق نے لکھا ؏ — ہو گیا جو کہ شہرۂ آفاق ؏
معجمہ ہیں برائے طبع ذہین ؏ — لکھدی تاریخ نکتہ سنج مذاق ؏ ۱۳۰۳ھ

از نتائج فکر شاعر بلند مرتبت جناب نواب محمد حسینی خانصاحب رفعت
لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

دیوان گفت حضرت احمد حسین خان ؏ — شاعر رئیس اہل ہنر صاحب کمال ؏
تعمیہ رفعت از سر احسنت کرد نوشت ؏ — دیوان با مذاق لشد طبع گفت سال ۱۳۰۳ھ

از نتیجهٔ فکر شاعر بے ہمتا جناب نواب بندہ علیخان صاحب زیبا لکھنوی
شاگرد جناب نواب محمد حسنخان صاحب شیدا مرحوم

زیبا ہوی کلام وحید نظم دلپذیر	دیوان ہے یا فسانۂ الفت پر از مذاق
ہاتف نے دی صدا یہ دم فکر سال طبع	لکھ سال عیسوی کہ ریاض دل مذاق

از نتیجهٔ فکر نادر برگزیدهٔ داورین سید حسن الدین حسین صاحب سہیل
رئیس مصطفی آباد

مرے محسن مذاق خوش بیان نے	کیا تیار جب بستان حکمت
سہیل خستہ نے لکھی یہ تاریخ	کہ ہاں کیا خوب ہے دیوان الفت ۱۸۹۶

از نتیجهٔ فکر شاعر باہنر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب
یاس لکھنوی

چھپا جو کلام مذاق سخنور	اوٹھا شور ہر سمت سے واہ واہ کا
سحر نے یہ تاریخ منقوط لکھی	کہ اچھا کھلا گلشن نظم والا ۱۳۰۳ھ

از نتائج فکر نقاد جناب شیخ محمد جان صاحب شاد لکھنوی پیرو میر مرحوم

یہ دیوان مذاق آراستہ جادو	طلسم بندش اشعار دل جو
بہ ترتیب شد این مصراع تاریخ	پرستان معانی پریرو ۱۳۰۲ھ

از نتیجهٔ طبع وقاد و نقاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ہوا طبع کیا کلیات مذاق	بہار گلستان شعر و سخن
ہر اک صفحہ ہے غیرت بوستان	کھلے ہیں ہزاروں گل یاسمن
ہر اک سطر ہے سنبل مشکسا	ہیں بین السطور اسکی نہر لبن

جو تاریخ کا مجکو آیا خیال	ہوئی بلبلِ فکر یون نغمہ زن
کہ شمشاد لکھو یہ مصراعِ سال	چھپا خوب دیوان رشکِ چمن

۱۳۰۳ھ

از نتائج طبع شاعر ہمپایہ ذوق جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی شاگرد جناب شمشاد و تسلیم لکھنوی

دیوانِ مذاق شد چو مطبوع	مشہور شدہ ز ہند تا سندہ
گردند ثناش از لب گور	ناسخ آتش سحر صبا زندہ
شوق از پے سال طبع گفتم	بی مثل کلام شاعر ہند

۱۳۰۳ھ

از نتائج فکر عالی سخنور باہنر جناب مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

مرتب وہ ہوا دیوان والا	کہ جو ہر دل کا ہے مطلوب و بیمثل
اگر تاریخ کی ہے فکر تجکو	شرر لکھ ہے کلام خوب و بیمثل

۱۳۰۳ھ

از نتیجہ فکر صمیم جناب سید یاد حسین صاحب شمیم رئیس اونچہ گاؤن

دیوانِ مذاق نکتہ پرور	ہے گلبن گلشن بلاغت
تاریخ لکھو شمیم اسکی	اچھا ہے یہ دفتر فصاحت

۱۳۰۳ھ

از نتیجہ افکار برگزیدہ کونین شیخ تجمل حسین صاحب شوق تحصیلدار ریاست پریانواں شاگرد مصنف

جس طرح لطف کا یہ دیوان ہے	اوس طرح کی محال ہے تاریخ
شوق دل نے کہا کہ فصلی مین	سخن بیمثال ہے تاریخ

۱۲۹۳ف

از نتیجہ فکر صاحب کلام با اثر جناب سید صفدر حسین صاحب صفدر رئیس مصطفے آباد اودھ

چھپا جب مذاقِ سخنگو کا دیوان ؎ کہ ہیں شاعر و نہیں وہ بے شبہہ افضل
لکھا مینے صفدر یہ سالِ مسیحی ؎ مذاقِ سخنور کا دیوان اول ؎

ازطبع شاعرِ باتوقیر عابد علیخان صاحب ضمیر لکھنوی شاگرد جناب شوق نیموی عظیم آبادی

طبع گردید چو دیوانِ مذاق ؎ کوست در شعر و سخن بے ہمتا
فکرِ تاریخ نمودم چو ضمیر ؎ عقل فرمود خیالاتِ رسا

ازفکر سخنور پُر معانی و مطالب جناب نواب مرزا سعد الدین احمد خانصاحب طالب رئیس لوہارو واکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دہلی

چھپا ہے مذاقِ سخنور کا دیوان ؎ ہوا گرم جس سے کہ بازارِ معنی ؎
یہ تاریخ ہے طبعِ دیوان کی طالب ؎ شگفتہ ہوا ہے چمن زارِ معنی ؎

ازنتیجہ طبع ماہرِ علوم و مطالب جناب سید رئیس احمد صاحب طالب

این کلیات طبع چو شد یادگار ماند ؎ ازحضرتِ مذاقِ سخن سنج بیمثال ؎
کردم چو فکر از پے تاریخ سالِ آن ؎ طالب سروش گفت کہ گوہرفشانِ خیال

ازنتیجہ طبع نادر محمد ہادی خان صاحب ظاہر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

طبع گردید آن کلامِ مذاق ؎ کہ نہ دارد مثال در عالم ؎
بہرِ تاریخ معجمہ ظاہر ؎ چمنِ نظمِ شعر کرد رقم

ازنتائج طبع ناطق جناب سید عاشق حسین صاحب عاشق رئیس سلون

دیوانِ مذاق اہلِ دانش ؎ مطبوع و پسندِ خاص و عام است ؎

خوش طرز و فصیح و پاک مضمون ؂ | خوبیِ سخن براو تمام است ؂
تاریخ رقم نمود عاشق ؂ | اسرار مذاق لاکلام است ؂

۱۳۰۴ھ ۱۳۰۵

ازنتایج افکار سخنور کامل جناب منشی محمد بشیر الدین صاحب عاقل
اڈیٹر نجم الاخبار اٹاوہ

چھپا خوب یہ کلیاتِ مذاق | مضامین نئے اور بندش عجیب
ہوئی فکر عاقل جو تاریخ کی ؂ | تو دل نے صدا دی عجیب و غریب

۱۳۰۴ھ

ازفکر عالی شاعر ذی حشم حاجی محمد یوسف صاحب غم لکھنوی شاگرد
جناب شوق نیموی

چون طبع نمود بصد حسن لطافت | دیوانِ مذاقِ چمن آرائے سخن را ؂
سالش بہ چمن زار بیان بلبل فکرم ؂ | غم گشتہ نواسنج کہ باغ طرب افزا

۱۳۰۴ھ

ازنتیجۂ فکر صاحب سخن پُر درد جناب مولوی محمد فرید احسن صاحب فرد
نیموی عظیم آبادی شاگرد و برادر جناب شوق نیموی

ہر گاہ آمد بقالبِ طبع ؂ | این جانِ مذاقِ اہلِ دانش ؂
کلکم بنوشت فرد سالش ؂ | دیوان مذاقِ اہلِ دانش ؂

۱۳۰۴ھ

ازنتیجۂ فکر شاعر انجمن افروز جناب منشی محمد فیروز شاہ خانصاحب فیروز
شاگرد جناب داغ دہلوی ؂

ہی وہ نادر مذاق کا دیوان ؂ | جسکا چبھتا ہے دل مین طرزِ بیان
بندشین چلبلی قیامت کی ؂ | اور او سپر ستم ہے لطفِ بیان
طبع کا سال ہے یہ اے فیروز | ہی کلامِ مذاق فخرِ جہان ؂

۸۶ ۱۰ ۱۲۰۸

از نتایج طبع شاعر والاگہر جناب حافظ محمد احمد صاحب قمر مینائی صدیقی

خلف جناب اسیر لکھنوی

عجب مذاق کا دیوان مذاق نے لکھا ۔۔۔ کہ جسمیں رنگ وصال و فراق کا ہی بھرا
قمر جو ہاتف غیبی سے مینے پوچھا سال ۔۔۔ کہا کلام مزے سے مذاق کا ہی بھرا

۱۳۰۲ھ

از نتیجہ طبع شاعر ماہر جناب میر سرفراز حسین صاحب قمر لکھنوی ؎

ای زہے خوبی کلام مذاق ؎ ۔۔۔ صاف گلدستۂ لطافت ہے
طبع کا سال اسے قمر لکھدو ۔۔۔ کہ یہی دفتر فصاحت ہے

۱۳۰۲ھ

ریختۂ قلم جواہر رقم شاعر سخن شناس سید یوسف حسین صاحب قیاس لکھنوی خلف اکبر جناب یاس شاگرد جناب جلال لکھنوی

یافت ترتیب چو دیوان مذاق ؎ ۔۔۔ کرد تحسین بہ لحن خاقانی
فکر تاریخ نمودم چو قیاس ؎ ۔۔۔ گفت ہاتف سخن لاثانی

۱۳۰۲ھ

ولہ

مذاق سخنور چہ فرمود دیوان ؎ ۔۔۔ کہ در مدحت آن قیاس است قاصر
رقم کرد در معجمہ سال طبعش ؎ ۔۔۔ چہ عمدہ کلام است مضمون نادر

۱۳۰۲ھ

ولہ

طبع شد چون این کلام با مذاق ۔۔۔ حبذا گفتند کل بالاتفاق ؎
بہر سال عیسوی ہاتف قیاس ۔۔۔ گفت بستان است دیوان مذاق

۱۸ ۸۶ء

ولہ

در صنعت صوری و معنوی

طبع گردید چہ دیوان مذاق والا ؎ ۔۔۔ میشود از ہمہ اشعار کمالش ظاہر ؎

گفت و معنوی و صوری تاریخ قیاس | در ہزار و سہ صد و سہ شد طبعی نادر

از نتائج طبع شاعر عاقل جناب شیخ احمد علی صاحب کامل شاگرد جناب

فائز بنارسی مد ظلہ

جب مرتب ہوا دیوان مذاق والا
ہوئی مطلوب مصنف شعرا کی تاریخ

پا کے آمادہ یہ ہاتف نے کہا کامل سے
لکھدی ترتیب کا یہ سال کہ طبعی تاریخ ۱۳۰۲ھ

ولہ

وہ چھپا دیوان مذاق نکتہ دان کا
جسکی ایک اک بیت سبکی بر زبان ہے

طبع کا کامل لکھو یہ عیسوی سن
کیا بیان سرگذشت بیدلان ہے

از نتائج فکر شاعر نازک خیال حکیم سید قاسم علی صاحب کمال لکھنوی

برادر زادہ و شاگرد جناب جلال لکھنوی

چہ دیوان بمیثل مطبوع شد
کہ عام است آن مجمع حسن و عشق

بہ منقوط سالش نوشتم کمال
تمام است آن مجمع حسن و عشق

از فکر عالی شیخ رحمت علی صاحب گرم عرف میکن میان رئیس کنتھوہ

شدہ مطبوع با صد زینت و زیب
چو این دیوان نوجان فصاحت

برائے سال طبعش خامہ گرم
رقم زد رنگ بستان لطافت

از نتیجہ فکر شریف جناب حاجی شیخ لال محمد صاحب لطیف رئیس بھانون

جب مرتب ہو گیا یہ کلیات بے نظیر
باغزلہائے لطیف و شعرہائے آبدار

واسطے تاریخ سال طبع کے مجھسے لطیف
بلبل دل نے کہا دیوان ہے باغ و بہار

از نتائج طبع ہنرور و با توقیر جناب پرنس مرزا ہمایون قدر بہادر سیر

سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈس اضلاع رائے بریلی و پرتاب گڈھ

دیوانِ مذاق مین نے دیکھا — بیشک دُرِ نثار ہوا رہین شعر
ہاتف نے کہا سن سیمی — کیسے شعری شعار ہین شعر
٦١٨ ٨٦

ولہ

شیخ احمد حسین خانصاحب — خوبرو وضعدار وخوش تقریر
نثر مین ہین وہ شہرۂ آفاق — نظم اونکی ہے بی عدیل و نظیر
طبع دیوان ہو چکا اونکا — جبکی تاریخ یون ہوئی تسطیر
سرِ ہر لفظ جمع کیجیئے گر — نکلے فصلی کا سن بصد تنویر
اسم جرات مین باقی دیگر حرف — جمع کیجے اگر بشوقِ کثیر
نئی صنعت ہو بس عیان سب پر — نکلے سن عیسوی کا بے تاخیر
سال ہجری کے واسطے کیجے — سرِ جرات کو ضم بہ لفظِ اخیر
ہمہ تن محو وصفِ دیوان ہین — جرات ور ابط وغنی و صغیر
١٢ ه ١٢٠٣ — ٦١٨ ٨٨ — ١٢٠٩٣ء

از نتائج افکار گہربار سخنور نادر جناب مولوی سید محمد باقر صاحب بہادر رئیس اعظم جونپور تحصیلدار تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈہ

مذاق آن بلبلِ باغِ فصاحت — تخلّلِ شاعری خوش نغمہ خوانے
زمین شعر چون رشکِ چمن ساخت — ز نو گلہاے معنی و بیانے
مشامِ جان معطر شد ز بویش — تعالی اللہ چہ رنگین بوستانے
مذاق میوہ ہاے نورس او — حلاوت بخش ہر کام و دہانے
سوالِ سال چون کرد از مورخ — جیبب با مذاقِ نکتہ دانے

چنین شد طوطی طبعم شکر ریز	کلام شاعر شیرین زبانے

۱۳۰۲ھ

ولہ

بلبل زمزمہ پرداز گلستان سخن	آنکہ در حسن کلام ست وحید آفاق
نام نامیش عیانست ز احمد بہ حسین	خان بہادر بخطاب و متخلص بمذاق
اختر برج کرم گوہر دریاے ہمم	صاحب جاہ و حشم لیک وسیع الاخلاق
کرد ترتیب چو مجموعۂ اشعار لطیف	آنکہ ہست از پے دریاے فصاحت مصداق
ساغر نظم چو لبریز مے معنی شد	شدہ کام و دہن اہل زبانش مشتاق
گشت سرمست کس از خواندن اشعار وصال	دیگرے نالہ کش از ذکر مضامین فراق
بسرودش ہمہ دمساز بتان طناز	نغمہ ہائیش ہمہ بر رگ جان عشاق
باید از خامۂ الماس کنی تحریرش	جاے قرطاس بگیری زر سرخ اوراق
بسکہ امنیست کلام شکرین و شیرین	سال او نیز بباید بہمان طرز و سیاق
مصرعے گفت مورخ بحلاوت چو نبات	با ہم از قند سخن بند لب اہل مذاق

۱۸۸۵ع

از نتیجۂ طبع شاعر رشک نظیری و طالب جناب میر مہدی صاحب مجروح

دہلوی شاگرد حضرت غالب مرحوم

چشم بد دور یہ دیوان فصیح	ہی گل تازہ بستان مذاق
پھر تاریخ یہ ہاتف نے کہا	کیا ہی رنگین ہے دیوان مذاق

۱۳۰۲ھ

از نتائج افکار گہربار شاعر بلاغت انتماے جناب منشی دہنپت راے صاحب محقق لکھنوی مختار سرکار فیض آثار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین خان بہادر

اسد جنگ دام اقبالہ از حروف معجمہ

گشت چون مطبوع دیوانِ مذاق
کو ست خوش گفتار خوشگو خوش بیان

ناظمِ بےمثل و نثارِ وحید
شاعرِ عذب البیان شیرین زبان

از وفورِ خلق و حلم و جود و فیض
نامیِ محسودِ ابنائے جہان

نام نیکش ہست شیخ احمد حسین
خان بہادر شد خطابش ہمقران

نظمِ سالش از حروفِ نقطہ دار
خواستم چون اے محقق ناگہان

ہاتفِ غیبی ندا زد کن رقم
جوہرِ علمِ مذاقِ نکتہ دان
۰۳ ۱۳ ھ

ولہ

طبع چو شد دفترِ شعرِ مذاق
کو ہمہ علم و فنون ہست طاق

سال ز منقوط محقق نوشت
وہ چہ فصیح ست کلامِ مذاق
۹۳ ۱۲ ف

ولہ

ہست این دیوان مطبوعِ مذاق
خوشنما چون مطلعِ مہر از صفا

اے محقق بہرِ سال از معجمہ
گو کلامِ خوب و بہتر پُر فضا
۹۶ ۱۸ ۶

ولہ در صنعت زُبر و بینات

خوب شد مطبوع دیوانِ مذاق خوش کلام
از مددگاریِ بختِ نیک و حسنِ اتفاق

بہرِ نظمِ عیسوی سالش ز بُر و بینات
اے محقق گفت ہاتف تحفۂ دیوانِ مذاق
۹۶ ۱۸ ۶

ولہ

دفترِ شعرِ مذاقِ نکتہ سنج
بیگمان دلچسپ و خوب و نادرست

سمبتِ طبعش محقق سنے البدیہ
گفت دیوانِ مذاقِ شاعر ست
سمبت ۱۹۴۳ بکرمادت

از نتائجِ طبعِ سعید ازلی و ابدی حکیم سید محمد مہدی صاحب مہدی لکھنوی

خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

حبذا دیوان والاے مذاق | اے زہے اشعارِ عالی و رفیع
سال طبعش اینچنین مہدی نوشت | خسرو اقلیم سخن بدیع ۱۳۰۲ھ

از خلاصۂ طبع رسا سید مجتبیٰ حسن صاحب مجتبیٰ رئیس مصطفےٰ آباد

ترتیب شد چو دیوان از طبع با مذاق | از بہر سال ہجری رو داد اشتیاق
چون مجتبیٰ براے تاریخ فکر کردم | گفتا سروش غیبی آئین گلشن مذاق ۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ طبع ہنرور شیخ مظفر حسین صاحب مظفر ضلعدار علاقہ پر یانوان
شاگرد مصنّف

طبع گردید چون کلام مذاق | ہمہ را کرد محو ایاغ فکر
شد مظفر چو فکر سال مرا | بلبل طبع گفت باغ فکر ۱۳۰۳ھ

از نتیجۂ طبع سخنور نامی جناب مولوی محمد معروف صاحب معروف نگرامی

چھپا جس گھڑی کلیات مذاق | ہوا اوسکا شہرہ بعید و قریب
ہوئی مجکو معروف جب فکر سال | کہا دل نے مجسے عجیب و غریب ۱۳۰۲ھ

از نتائج افکار گہر بار یار غمگسار منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک و
مہتمم قومی پریس و پیام یار

مطبوع ہوا کلام نامی دیکھو | یہ لطف زبان یہ خوش کلامی دیکھو
ہاتف نے کہا یہ طبع کا سال نثار | دیوان سخنور گرامی دیکھو ۱۳۰۲ھ

از نتیجۂ فکر سخنور والاشان عالی دودمان جناب منشی شیخ واجد حسین صاحب
واجد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر و تعلقدار گدیہ ضلع بارہ بنکی

کلام خانِ بہادر بفضل رب قدیر
شدہ مرتب و مقبول خاص و عام آمد
مذاق من سخن با مذاق و شیرین گفت
ز خواندنش ہمہ کس را شکر بکام آمد
نوشتم از پئے تاریخ طبع آن واجد
پسند اہل مذاق اینچنین کلام آمد

از نتیجہ افکار گہر بار جناب اعجاز احمد صاحب واقف مرشد آبادی شاگرد

جناب شوق نیموی

چو حکم طبع دیوان خودش داد
مذاق جامع علم و کمالات
پئے تاریخ سالش کلک واقف
رقم کردہ جہان آرا خیالات

از نتیجہ فکر عالی صاحب سخن پُر جوش جناب محمد اعظم صاحب گھٹالہ بہادر

ہوش ڈپٹی کلکٹر آرنی علاقہ مدراس

چھپا جبکہ یہ کلیات مذاق
ہوا شوق سے پُر مزہ ہر دہن
صدا آئی یہ ہوش کے گوش مین
کہ تاریخ ہے پاک شیرین سخن

از گہر ریزی کلک جواہر سلک سخنور معنی شناس جناب میرزا ذاکر حسین صاحب

یاس شاگرد جناب جلال لکھنوی

دیوان مذاق کا چھپا ہے ایسا
مضمون عجیب ہین نرالی تقریر
تاریخین ہین دو یاس اک مصرع مین
اسرار مذاق اور خجستہ تحریر
۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء

ولہ

خان بہادر مذاق واہ چہ دیوان نوشت
از دل و جان بکنند مدحتش اہل مذاق
یاس پئے طبع آن سال مسیحی نوشت
اوج مذاق کلام واہ کلام مذاق
۱۸۸۶ء

ولہ

خانِ عالیجاہ شیخ احمد حسین ؎
کرد دیوان جمع با صد زیب و زین
طبع شد در اہتمام مشفقی ؎
یاس سالِ انطباعش زد رقم ؎
صاحبِ علم و عمل رنگین بیان
با مذاقِ طبع عالی و جوان ؎
یعنے آن منشی نثار نکتہ دان ؎
وہ کلامِ شاعر شیرین زبان ؎

۱۳۰۴ھ

از نتیجۂ فکر شاعر بے تکلف جناب سید یوسف حسین صاحب یوسف رئیس مصطفے آباد و تعلقہ دار اونچہ ہار

ہزار شکر کلامِ مذاقِ عالی قدر
قلم نے طبع کا سالِ مبارک ہی یوسف
پسندِ خاطرِ اہلِ جہان ہوا چھپکر
لکھا بیاض پہ بحرِ مذاق کا گوہر

۱۳۰۴ھ

تمت

خاتمہ

" دنیا کی ساری برکتین ایک نازک نخیال دل سے ہین " اصل پوچھیے تو خدا کی قدرت کا ہاتھ انسان کا دل ہے - دل ہی ہی جسپر خدا کی مقدس وحی اور اوسکے پاک الہام نازل ہوا کرتے ہین - دل ہی ہی جو خدا کا مبارک تخت سمجھا جاتا ہے - دل ہی دنیا کی دلچسپیان پیدا کرتا ہے - اور دل ہی اُن دلچسپیون سے لطف اوٹھاتا ہے - دل ہی گلزارِ عالم کا باغبان ہے اور دل ہی بلغ دنیا کی بہار کے مزے لوٹتا ہے - دل ہی نے ان عالی شان محلون کی معماری کی ہے اور دل ہی نے روے زمین پر یہ چہل پہل پیدا کر رکھی ہے - دل ہی علما کی قیقہ سنجیون کا سرچشمہ ہے اور دل ہی فلسفیون کی نازک دماغیون کا بانی ہے - دل ہی میدان جنگ مین لڑتا ہے اور دل ہی عرصۂ رزمگاہ مین بہادرون کو لڑاتا ہے - قدرت کے تمام جوش اور نیچر کی ساری قوت ایک دل سے ہے - امیدون کی وسعت آرزوٗن کا پھیلاو حوصلون کا بڑھنا خیالون کی ترقی سب دل ہی کی بدولت ہے - دل ہی پروانون کو دامن شمع مین تڑپاتا ہے - دل ہی بلبلون مین نغمہ سرائی کا جوش پیدا کرتا ہے - دل ہی وارفتگان عشق کو

دشتِ وحشت مین کھینچ لیجاتا ہے۔ دل ہی بادیہ گردان ہجران کو کسی جگہہ دم نہین لینے دیتا۔ دل ہی بیتاب ہوتا ہے اور دل ہی سنبھلتا ہے۔ دل ہی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دل ہی پھر قابو مین آجاتا ہے۔ ہماری ہی دل کو دیکھیے کسی کی اچھی صورت دیکھی اور مچل گیا۔ اپنے خیال کے دامن کو تمام ما فی الکائنات پر پھیلائیے تو دل کے کرشمے عجیب عجیب لطف دکھائینگے۔ قدرت کے اگزبیشن مین جو سامان نظر پڑے گا دل ہی کی کاریگریون کا نمونہ ہوگا۔ نیچر کا کمرہ فقط دل کے بنائے ہوے فرنیچر سے آراستہ ہے۔

صبح کا دلچسپ سمان۔ شام کی دلفریب کیفیت۔ باغون کی روح کو تازہ کردینے والی بہار۔ ہواؤن کے فرحت بخش جھونکے۔ نہرون کا لہرا لہرا کے بہنا۔ گھٹاؤن کا جھوم جھوم کے آنا۔ محض دل کے لبھانے کے لیے ہے۔

بزمِ عشاق کی بیتابیان۔ محفلِ جانان کی ناز آفرینیان۔ قتلگاہ مین بسملون کا تڑپنا۔ غمکدۂ ہجران مین مبتلایانِ فراق کا کروٹین بدلنا۔ کوے یار کا ہجوم۔ حسرت نصیبون کی صورت مغموم۔ سب دل کی بیچینیون کے ہاتھون ہے۔

قبرستانون کا سناٹا اون مایوس دلون کے سکوت سے پیدا ہوا ہے جنھون نے بات تک کرنیکی قسم کھائی ہے۔ آہ و فریاد کا شور اون دکھے ہوے دلون سے رونق پر ہے جنھون نے دلی جذبات کو نظم کے ذریعے سے موثر بنا کر عالم من بعیث کی دھوم مچائی ہے۔

دلی جذبات کے موثر بنائے جانیکا آلہ نظم ہی ہے۔ نظم دل کی قوت بازو ہے۔ نظم کی مدد سے دل کی قوت کو بہت بڑی ترقی ہوگئی۔ دینی جوش کا اوبھار ایماندارون سے اوسی موقع پر ہوا جب صفِ مجاہدین کے سامنے رجز کے اشعار پڑھے جاتے تھے۔

وہ کیا دل فریب وقت تھا جب متنبی کے ایک پرجوش قصیدے نے قافلے والون کو ایک فوج سے لڑوا کے کٹوا دیا تھا۔ وہ کیا جگر گداز موقع تھا جب ام کلثوم حضرت امام حسینؑ کو خاک خون آلود مین سونپنے کے بعد دمشق سے واپس آتے وقت سوادِ مدینہ کو دیکھ کر اونٹ پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے پرسوز اشعار سے اہلِ مدینہ

کے کلیجے کو چاک کیے ڈالتی تھین۔
فردوسی کا رزمیہ کلام اسوقت تک وہ جادو کا اثر رکھتا ہے کہ ہماری کھوئی ہوئی جراءت دم بھر مین آپکے موجود ہو جاتی ہے۔ سعدی کے پند و نصایح اپنی نظم کی معجز نمائیون سے آج اخلاقی دنیا پر حکومت کر رہے ہین۔ انگلستان کے نامی شاعر گولڈ اسمتھ کی نظم تحفۃ البیع بکیسی کا سمان آنکھون سے دکھا دیتی ہی کہ خدا جانے کس دل سے نکلی ہے اور کیونکر سخت سے سخت دلون کو ہلا دیتی ہے۔ لارڈ بیرن نے اسی نظم کے ذریعے سے مذہبی جوش کو ابھار کر پولیٹیکل دنیا کا انتظام پلٹ دیا تھا۔
غرض نظم کی تاثیر ہر مقام اور ہر موقع پر دلفریبی کیا کرتی ہے۔ افسوس ہماری زبان نے اپنی نظم کی پوری قوت حسن کی رونمائی مین دیدی۔ ورنہ نظم تو وہ چیز ہے کہ اسی سے ہم عالم ہو سکتے تھے۔ اور اسی سے ہم خطیب ہو سکتے تھے۔ اسی سے ہم خدا کے سچے فرمانبردار ہو سکتے تھے۔ اور اسی سے ہم فوج کے بہادر سپاہی ہو سکتے تھے۔
خیر ان سب باتون کا تو آرزو اور امید ہی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا سردست ہم اپنے شاعرونکا اثر اونھین مقامات پر پاتے ہین جہان خاص خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی صورتون کے حسن کی مضامین پڑتی ہین جس طرح پروانے شمع پر قربان ہوا کرتے ہین اوسی طرح ہماری زبان کے اشعار فقط اسی کام کے رہ گئے ہین کہ حسینون کے پیارے چہرون پر نچھاور کر دیے جائین۔ افسوس یہ کلیجے کے ٹکڑے اور یہ دلی جوش کے نمونے یونہین ہزارہا اکارت گئے اور ہزارہا جا رہے ہین۔
اردو شعر و سخن کی عمر ابھی بہت تھوڑی ہے۔ خود اردو ہی کی عمر کیا ہے جو اوسکی شاعری کی کچھ عمر ہوتی۔ یون تو ولی وغیرہ اِس زبان کے پہلے اوستاد ہین مگر اسکی ترقی کی ابتدا کا وہ زمانہ تھا جب ایکطرف سودا کے اشعار پر صدائے مرحبا بلند ہوتی تھی اور ایک طرف میر کے اشعار پر دل ہاتھون سے تھامے جاتے تھے مگر اوس زمانے مین ملک کی تمام لیاقتون پر فارسی کی حکومت تھی۔ اب اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اردو اشعار اور لغات کے معنی فارسی مین بیان کیے جاتے تھے۔ حالانکہ مادری زبان سب کی اردو تھی۔
غور سے دیکھیے تو وہ بھی عجب زمانہ تھا کہ تمام خانگی اور بیرونی کاروبار مین اپنی زبان سے کام لیرہے ہین مگر علمی مباحث مین قدم رکھا اور گونگے ہو گئے۔ یہ مہر سکوت ایک مدت تک قائم رہی۔ آخر مغربی فاتح قوم کے ساتھ وہ مبارک زمانہ بھی آگیا جسوقت اس مہر سکوت کا ٹوٹنا مقدر تھا۔

اردو کی وسعت کا دامن انتہا سے زیادہ پھیلنے لگا۔ نثر مین اردو کا دامن اگرچہ بہت آخر مین پھیلایا گیا مگر کچھ اِس شوق سے پھیلایا گیا تھا کہ باغ علوم کی خوب ہی گلچینی ہوی۔ اور عمدہ عمدہ پھولون سے بھرا جانے لگا اور بھرتا جاتا ہی۔ مگر نظم کا دامن گو بہت پیشتر سے پھیلا ہوا تھا۔ مگر اوسکے پھیلانے والے رُوسے جانان کے کچھ ایسے فریفتہ تھے کہ اونھون نے علوم و فنوات کے تمام پھولون کو ہیچ سمجھا۔ اور دامن نظم باغ حسن ہی کے پھولون سے بھر لیا۔

نظم اردو نے حسن و عشق کے متعلق دل کی پوری قوت دکھادی۔ اُردو شعرا نے اس تھوڑی ہی وسعت مین اپنے جذبات اور اپنے کمالات اس خوبصورتی سے دکھائے کہ آجتک باوجود تمام ملک کی مخالفت کے جن دلون کو اوسکا لپکا ہے کسی طرح کم ہونے ہی کو نہین آتا۔ اور واقعی اس محدود وسعت ہی مین اسکی دلفریبیان ایسی ہین کہ اردو نظم نے دلی کاریگریون کا ایک خاص نمونہ نیچر کی اکزبیشن کے لیے تیار کر رکھا ہی۔ اور سب سی بڑی ترقی کی یہ دلیل ہے کہ رُوساے قوم جو اکثر قدردانی سخن ہی کے کام آتے تھے اونھون نے خود اپنی دلی جذبات سے ملکی نظم کی خدمت شروع کی۔

ایک ہی نمونہ ملک مین پیش کیا جاتا ہی جو ہمارے ملک کی ایک معزز رئیس عالیمرتبہ و عالیشان جناب شیخ **احمد حسینخان بہادر مذاق تعلقدار پرپانوان ضلع پرتاب گڈھ** کے اون دلی جذبات کا نمونہ ہی جو مسند ریاست پر بیٹھ کر ظاہر کیے گئے ہین۔

اس امر کی بہت ضرورت ہی کہ رُوساے قوم ملکی لٹریچر یا ملکی نظم کیجانب متوجہ ہون حضرت مذاق نے دریائے تدقیق و فکر مین غواصی کرکے نہایت ہی اعلیٰ دُرِ شاہوار زمانے کے سامنے پیش کیے ہین۔

ناظرین آپ اس دیوان کو ملاحظہ فرماکر سچ سچ بتائین کہ یہ کلام دل پر کہانتک اثر ڈالتا ہے۔ اس نیچر کا جوش کس قدر ہیجان مین آتا ہے اور کہانتک حسن کی قوت مقناطیسی اوبھارتی جاتی ہے۔

مجھے فخر کرنا چاہیے کہ مصنف ممدوح نے اشاعت دیوان کی خدمت اپنی قومی پریس سے لی۔ حتی الامکان نہایت ہی اہتمام اور جانفشانی سے یہ دیوان ایسا چھاپا گیا ہی کہ مصنف کی نازکخیالیون اور نیز اون مربی گریون کی جو قومی پریس پر مبذول ہوی ہین داد ملجاے۔ یہ دیوان ان دونون باتون کا نمونہ ہی کہ ملکی اغراض مین رؤسا کو کیونکر مدد دینا چاہیے اور قومی خادمون کو کس جانفشانی سے خدمت بجا لانا چاہیے۔ الحمدللہ کہ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ مطابق اگست ۱۸۹۶ء مین یہ بے مثل و بے نظیر دیوان

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک مین چھپ کر طیار ہوگیا ۔۔